بکرا عید

کاشف زبیر

بکرا عید

کاشف زبیر

راجا اور میں کیفے ڈی پھونس میں آلوؤں کے اس جوڑے کی طرح سر نکائے بیٹھے تھے،جنہوں نے اس دنیا کی کمینگیوں سے تنگ آکرا کھٹے خود کشی کا فیصلہ کرلیا ہو راجا نے گرم چائے کا گھونٹ بھرا پھر بیڑی کا کش لیا۔اس کے بعد جو آہ بھری تو اس میں چائے کی بھاپ تمباکو کے دھوئیں کا تناسن یکساں تھا۔جو راجا کے منہ سے نکلا تھا۔وہ گم کے تیسرے اور مایوسی کے چوتھے اسٹیج پر تھا۔ سنا ہے یہاں تک پہنچ کرپچھلے زمانے کے وضع دارلوگ دنیا سے خود کار پردہ فرما لیتے تھے۔جسے عرف عام میں خودکشی کہا جاتا ہے۔لیکن ایک تو یہ زمانہ اگلی صدی کا ہے۔اور راجا جیسے افراد میں وضع داری شاید برقی خوردبین سے بھی تلاش نہ کی جا سکے،

"یار جلیل یہ دنیا اتنی کمینی کیوں ہوتی جا رہی ہے۔میری باپ کی شکل میں۔"

اس نے دکھی لہجے میں کہا۔

یہ دنیا نہیں بلکہ تو۔۔۔میرا مطلب ہے۔خیر چھوڑ یہ بتا کہ اس بار تیری باپ نے تجھ پر کون سا ستم ڈھایا ہے،،۔

ایسا کون سا ستم ہے جو میرا باپ مجھ پر نہیں ڈھایا۔

راجا نے نقش فریادی بنکر کہا،، نلکہ پہلے سےرائج تمام ظلم وستم توڑ کر اب وہ نئے ستم ایجاد کرنے لگا ہے۔کاش کے تیرا باپ زندہ ہوتا۔،،

؛؛میرا باپ۔۔۔،،میں بھونچکا رہ گیا،،ان کا کیا ذکر۔۔۔؟،،

،،اگر وہ زندہ ہوتا تو مہیں اپنا باپ تجھے دے کر تیرا باپ لے لیتا۔تو ایک ستم رسیدہ دوست کے لے اتنا تو کر سکتا تھا۔کیونکہ ابا حضور خلد آشیانی ہوچکے تھے۔لہزا میں نےاقرار کرنے میں کوئی حرج نہ سمجھا۔ورنہ راجا کہ باپ کو کوئی گدھا بھی اپنی والد کی،، میں قبول کرنے کو تیار نہ ہوا۔

خلاف معمول کیفے ڈی پھونس میں خاموشی تھی۔کیونکہ فتو کا صور اسرافیل کی یاد دلانے والا ڈیک خاموش تھا۔فتو نے بے حد دکھ کے ساتھ اعلان کیا تھا کہ کال رات زیادہ ڈولٹیج آنے کے باعث اسپھکر کا غلا پھٹ گیا تھا۔جملہ حاضرین نے بے حد خوشی کے ساتھ یہ

اعلان سنا تھا۔ کیونکہ اس ڈیک کی وجہ سے بہت سارے لوگ بہرے ہوگے تھے۔اور بہت سارے یوں بات کرنے لگے تھے۔جیسے بہروں سے بات کر رہے ہوں۔اسی لاؤڈا سپیکر انداز میں وہ ایسی بہت ساری باتیں کہ جاتے تھے۔جو انہیں نہیں کہنی چاہیئے تھیں۔ابھی کچھ دیر پہلے ایک شخص نےدوسرے شخص سے تیسرے شخص کی چوتھی بیوی کے بارے میں کچھ کہا تھا۔بد قسمتی سے تیسرا شخص بالکل اس کے پاس بیٹھا تھا۔وہ ہمیشہ وہیں بیٹھتا تھا۔البتیہ اس نے پہلی بار سنا کہاس کی چوتھی بیوی کے سنسنی خیز قسم کے قصے کہاں تک پہنچ چکے تھے۔

پہلا شخص لب و رخسار سے شروع ہوکرابھی نیچے کی طرف سفر کر رہا تھا۔کہ غیرت مند شوہر نے غصے سے تھر تھر کانپتے ہوئے چائے کی پیالی اس پر دے ماری۔جو نشانہ خطا ہونے کے باعث دوسرے شخص کو لگی۔گرم گرم چائے سے غسل فرمانے کی خوشی میں اس نے ایک دل خراش چینچ ماری۔اس کے بعد جو بلوا ہوا اس میں بہت سارے لوگوں کے کپڑے اور سر پھٹ گئےاور جب مزید کچھ پھاڑنے کو نہیں رہ گیا تو وہ ایک دوسرے کو دھمکیاں دیتے رخصت ہوگئے۔۔۔ظاہر ہے یہ سب فتوکے ڈیک کی وجہ سے ہوا تھا۔اسپیکر کے بعد اسے کئی درجن کپوں اور دو کرسیوں کا نقصان بھی برداشت کرنا پڑا تھا۔اس بلوے کے بعد لوگ اتنے محتاط ہوگئے تھے کہ دوسرے کی تعریف بھی سرگوشیوں میں کر رہے ہوتے۔یوں لگتا تھا جیسے کیفے میں نہیں بلکہ میت میں بیٹھے ہوں۔راجا کا خیال تھا کہ یہ اس کے میت کی پیشگی ریہرسل تھی۔اس کا موڈ سخت رقت آمیز ہورہاتھا۔لگتا تھا کہ کچھ ہی دیر میں وہ بھوں بھوں کرکے رونے لگے گا۔مگر موڈ سے قطع نظراس نے چائے اور کیک پیش سے نمٹنے میں کوئی کوتاہی نہیں برتی تھی۔دیکھتے ہی دیکھتےاس نے چار کیک پیش اتنی ہی پیالی چائے کے ساتھ صاف کردئے۔آخری کیک نوش کرکے اس نے ایک جگر خراش آہ بھری۔"جلیل مجھے لگ رہا،غم سے میرا دل پھٹ جائے گا۔،،

دل کا تو مجھے نہیں معلوم،،میں نے بھنا کر کہا"لیکن مجھے لگ رہا ہے۔کہ تیرا ہیٹ ظرور پھٹ جائے گا۔،،آخر تجھے کیا غم لاحق ہو گیا ہے۔َ؟"

راجا نے غسرت بھری نظروں سے خالئ ہوجانے والی پلیٹ کو دیکھا۔"مجھے میرا باپ لاحق ہوگیا ہے۔وہ کینسر سے زیادہ خطرناک اور ایڈز سے زیادہ مہلک مرض ہے۔جو میری جان لیکر ہی چھوڑے گا۔،،

میں نے غور کیا"اس دفعہ اس نے تیری جان لینے کی کون سی جان لیوا کوشیں کی ہے۔۔،،

کیونکہ چائے بھی ختم ہوچکی تھی لہٰذا راجا نے خون جگر پیتے ہوئے کہا"جلیل بکرا عید قریب ہے۔،،

لہٰذا اس نے تجھے قربان کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔"میں نے خوش ہو کر کہا۔"

راجا نے خونی نظروں سے مجھے دیکھا۔، وہ تیری اماں کرے گی۔میں اپنے باپ کا ایک ہی بیٹا ہوں۔،

راجا نے میری اشتعال انگیزی نظر اندازکی" خبیث الزماں پہلے پوری بات تو سن لے۔ابا نے کہا ہے کہ اس دفعہ قربانی کے لے جانور میں لاؤں گا۔اب بتا دو ہزار میں کوئی بکرا مل سکتا ہے،،راجا نے رو کر کہا۔

دو ہزار میں بکرا تو نہیں البتہ بکری کا بچہ ضرور مل سکتا ہے۔بغیر دانت والا لیکن اس کی قربانی تو نہیں ہوگی۔

میں نے بھی ابا سے یہی کہا تھا کہ اس نے ڈندا۔۔، "

راجا نے دل دوز ہے کی تو تب میں سمجھا کہ وہ بات بات پر آہ اور ہائے کیوں کر رہا تھا۔بے شک راجا کسی ایسے کپڑے سے زیادہ میلہ تھاجسے مالک نےسال بھر پہن کر اتارا ہو۔اس کے پاس سےنو زائدہ بچے کے پوتڑوں کی سی بو آرہی تھی لیکن اس کے باپ کواس نے کپڑوں جیسا سلوک کرنے سے پہلے اتنا تو سوچ لینا چاہیئے تھاکہ راجا اس کی ایک ہی اولاد ہے۔کپڑے پھٹ جاتے یا کم ہوجاتے تو کوئی بات نہیں لیکن راجا کہیں سے پھٹ جاتا یا ضائع ہوجاتاتو اس کی نسل کو آگے بڑھانے والا کوئی چراغ بے کار باقی نہ رہتا۔راجا کہ رہا تھا۔

"ابا نے کہا کہ میں کچھ بھی کروں اور کہیں سے بھی ایک بکرا پیدا کروں،"

"میں پھر بول اٹھا،"بکرا تو نیدا کرے گا کیسے۔۔میرا مطلب ہے کہ تو بکری ہوتا تو تیرے باپ کا مطالبہ جائز بھی ہوتا۔

"راجا کھسیایا" میرا مطلب ہے کہی سے بھی ایک بکرا لاؤں۔

"اس میں بکری والا طریقہ بھی شامل تھا۔خیر۔۔"میں نے کہا۔"تونے کوشیس کی تھی؟"

"کاش میں بکری ہوتا تو مہینے بعد ابا کی خواہش پوری ہوجاتی۔"راجا نے رقت بھرے انداز میں کہا"

لیکن دو ہزار میں تو کوئی بکرا۔۔،، راجا کی باقی بات ناقابل اشاعت سمجھی جائے۔

"بکری چھ مہینے کا وقت لیتی ہے۔"میں نے راجا کی معلومات درست کرنا بہتر سمجھی۔"تیری دوسری بات البتہ درست ہے۔

"اب بتا میں دو ہزار میں کیا کروں۔"

ایسا کر تو جمی کے پاس جا سنا ہےوہ ہر سال عید سے پہلے بکرے خرید کر اسٹاک کر لیتا ہے۔اور عید ہر بیچ دیتا ہے"

"راجا نے نفی میں سر ہلایا۔"جمی جان دے دیے گا لیکن ایک روپہ کی بھی رعایت نہیں دے گا۔

مجھے معلوم ہے لیکن بات کرنے میں کیا حرج ہے۔

"جمی ہمیں کھا تو نہیں جائے گا۔

کیا معلوم کھا ہی جائے"۔راجا نے مردہ لہجے میں کہا۔"

بل کی رقم ادھار میں لکھوانے پر فتو نے ناپسندیدہ نظروں سے مجھے دیکھا۔

جلیل تیرا کھانا بڑھتا ہی جا رہا ہے۔اگر تو مر گیا تو میں تیری نماز جنازہ میں نہیں اوں گا۔"

بے شک مت آنا۔"میں نے ہنس کر کہا۔سنا ہے تیری دوسری بیوی کی طبیت ناساز ہے۔خدا نخواستہ وہ ماں و نہیں بننے والی "

"ہے۔

فتو نے خوں خوار نظروں سے مجھے دیکھا اور آتش فشاں کی طرح گڑ گڑایا۔"حرامی دفع ہوجا ورنی چائے میں نیلا تھوتھا دے دوں گا

"اور کیک پیش "میں چوہے مار زہر کھلا دوں گا۔

"معاف کرنا یار وہ بس اڑتے اڑتے خبر سنی تھی۔چل خیر تونے تردید کردی ورنہسوچ تیری کتنی بدنامی ہوتی۔"

یہ کہتے ہی میں باہر کی طرف بھاگا ورنہ فتو اپنی کیش بک میرے سر پر مارتا یا مجھے ابلتی چائے سے غسل دیتا۔

دراصل فتو اولاد کے معاملے میں بد قسمت اور آج کل کی اولاد کو دیکھتے ہوئے خوش قسمت لگتا تھا۔پہلی بیوی اسے سیوائے بد مزہ کھانوں کے اسے کچھ نہیں دے سکی تھی۔

جمی کے بارے میں قارئین اچھی طرح جان گئے تھے۔

بہت موٹا بہت پیٹوااور بہت ہی خسیس جمی جمی۔جمن خانہ میں رہتا تھا۔

جسے کبوتر خانہ بھی کہا جا سکتا ہے۔کیونکہ اس میں بنے فلیٹ کابکوں سےکچھ ہی بڑے تھے جن میں رہنے والے کرائے کے نام پر وہاں رہنے والے رہنے کا جرمانہ دیا کرتے۔جمن خانہ کے عقب میں وسیع و عریض احاطہ تھا جہاں جمن بکروں کے ساتھ ایسا لگ رہا تھا جیسے اونٹوں کے ساتھ ہاتھی۔بکرے بھی ابھی بچے ہی تھے لیکن جمی اس فکر میں تھا کہکسی طرح یہ عید تک عاقل وبالغ بکرے نظر آنے لگیں۔مزے کی بات یہ تھی کہ بکروں کی پرورش مفت تھی کیونکہ جمی نے اپنے کرائے داروں کو حکم دے رکھا تھا کہ وہ اپنے کچن کا کچرا اور کھانے کی بچی کھچی اشیا اسے دے دیں۔صبح و شام دو مرتبہ جمی خود بکروں کو نہلانے لے جاتا۔جمی کا ایک کرایہ دار سبزی منڈی میں کام کرتا تھا۔وہ اس کے لیے گلی سڑی سبزیاں لے آتا تھا۔میرا ،طلب کہ جمی کے بکروں کے لیے۔

"ہم پر نظر پڑتے ہی جمی برہم نظر آنے لگا۔"تم دونوں۔۔۔۔۔پھر آگئے۔

پھر۔"میں نے حیرت سے کہا۔"مجھے یاد ہے تمہاری منحوس صورت کوئی چھ مہینے پہلے دیکھی تھی اور اس پاگل خانے میں' میں صرف " دو مرتبہ آیا ہوں۔خدا نہ کرے کہ تیسری مرتبہ آؤں۔اس سے تو قبر بہتر ہوتی ہے۔اس سے زیادہ گنجائش ہوتی ہے اور وہاں "رہنے کے لیے کوئی کرایہ بھی نہیں دینا پڑتا جو تیرے۔۔۔۔۔۔آہ۔۔۔

راجا نے میرے پاؤں پر پاؤں مارا تھا۔یہ آہ اسی کا نتیجہ تھی۔راجا نے مجھے اشارہ دیا تھا کہ ہم جمی سے سودا کرنے آئے ہیں۔جھگڑا کرنے نہیں۔راجا نے معذرت کی "یار جمی' اس کی بات کا برا مت ماننا۔جب سے اس کا باپ مرا ہے یہ اسی قسم کی بہکی باتیں "کر رہا ہے۔

"جمی نے مشکوک نظروں سے مجھے دیکھا۔"یہ تو شروع سے اسی قسم کی باتیں کرتا آ رہا ہے۔

ہاں اس کے والد صاحب بچپن میں ہی گزر گئے تھے۔"راجا نے سادگی سے کہا۔"

"جمی اب بھونچکا رہ گیا۔"بچپن میں! اور کیسے۔۔۔۔۔میرا مطلب ہے پھر یہ جلیل۔۔۔

میرا مطلب تھا کہ جلیل کے بچپن میں۔"راجا نے جلدی سے کہا اور میری طرف ملتجی انداز میں دیکھا کہ میں جمی کو دندان شکن " "جواب دینے سے گریز کروں لہٰذا میں صرف اپنی بتیسی کی نمائش کرتا رہا جو درحقیقت دانت پیسنے کی مشق تھی۔

یہ بکرے ہیں۔"راجا نے بغور بکروں کو دیکھا۔"

"ہاں تمہیں کیا نظر آتے ہیں؟" جمی نے خفگی سے کہا۔"یہ بکرے ہی ہیں۔"

اچھا کمال ہے۔اتنے چھوٹے' میرا مطلب ہے کہ بکرے کا خلاصہ لگتے ہیں۔"راجا نے کسی کامیاب بزنس مین کی طرح کہا جو " سودے سے پہلے ہی چیز کی خامیاں گنوا کر دکان دار کو شرمندہ کر دے لیکن جمی شرمندہ ہو جانے والوں میں سے نہیں تھا۔اس نے کھا جانے والی نظروں سے راجا کو دیکھا۔

"جیسے تو انسان کا خلاصہ لگتا ہے۔ابے یہ بکرے ہی ہیں۔بس ذرا چھوٹے ہیں۔"

"ذرا۔۔۔خیر تو کہتا ہے کہ تو بکرے ہی ہوں گے۔"راجا بولا۔"کس حساب سے بیچو گے تول کر یا درجن کے حساب سے۔"

جمی نے ایک بار پھر راجا کو خونی نظروں سے دیکھا اور ناقابل اشاعت الفاظ میں اسے بتا دیا کہ وہ کیا چیز تول اور کیا چیز درجن کے حساب سے بیچے گا۔راجا ڈپلامیسی سے مسکراتا رہا۔جب جمی بک جھک کر خاموش ہو گیا تو راجا نے کہا۔

"ایک بکرا بیچو گئے؟"

"جمی کا موڈ فوراً بدل گیا۔"کیوں نہیں' بکرے میں نے اپنے ولیمے کے لیے تو نہیں پالے۔

اب بھاؤ تاؤ شروع ہوا۔جس بکرے کے جمی نے گائے والے دام لگائے تو راجا نے مرغی کے۔دونوں نے یہ ظاہر کیا کہ انہیں ہارٹ اٹیک ہونے والا ہے قیمت سن کر۔راجا کا خون شوں شوں کر کے کھولنے لگا تو جمی کا خون خشک ہو گیا۔ان کی گفتگو سے ظاہر تھا کہ وہ ایک دوسرے کے خلاف کتنے سنگین عزائم رکھتے ہیں اور ایک دوسرے کے آباؤ اجداد کے بارے میں ان کی معلومات کس قدر غلط تھیں۔اس زبانی جنگ میں راجا کا پلہ بھاری تھا کیونکہ جمی کی طرح اس کا دماغ بھی موٹا اور سست تھا۔وہ جتنی دیر میں سوچتا' راجا بول بھی چکا ہوتا تھا۔اس دوران قیمت کے مسئلے پر اختلاف کم ہوتا جا رہا تھا۔راجا نے پچاس فیصد رقم بڑھائی تھی تو جمی نے بادل ناخواستہ زچاس فیصد کم کی تھی۔بالآخر جمی پچیس سو پر آ کر ٹک گیا۔اس نے ہانپ ہانپ کر کہا۔"اس

"سے۔۔۔۔جو۔۔۔۔ایک۔۔۔پیسہ کم لے۔۔۔۔وہ باپ کا۔۔۔۔نہیں۔

"راجا نے اعلان کیا "اور جو دو ہزار سے ایک پیسہ زیادہ دے۔وہ ولد الحرام۔

تیرے بارے میں۔۔۔۔مجھے کوئی۔۔۔۔شبہ نہیں ہے۔"جمی دہاڑا۔"

"راجا بھی چلایا "تو کون سا۔۔۔

میں نے محسوس کیا کہ اب میری مداخلت ضروری ہے ورنہ زبانی کلامی میں تو راجا آگے تھا لیکن اگر ہاتھا پائی کی نوبت آ گئی تو وہ خسارے میں رہے گا۔میں نے بمشکل دونوں فریقوں کو ٹھنڈا کیا۔

دیکھو جمی' ہم ایک دوسرے کے دوست ہیں۔"میں نے کہنا چاہا۔"

کاروبار میں کوئی دوستی نہیں ہوتی۔"جمی نے میری بات کاٹی۔"

ٹھیک کہا تو نے لیکن انصاف کی بات ہے کہ یہ بکرا دو ہزار کا بھی نہیں ہے۔اتنا بڑا بکرا تو ہم کہیں سے بھی اس سے کم قیمت میں لے سکتے ہیں۔اب تو ہٹ دھرمی دکھائے گا تو اپنا ہی نقصان کرے گا۔"میں نے جمی کو خبردار کیا۔

جاؤ۔۔۔جاؤ جہاں سے مل رہا ہے لے لو۔میرے نقصان کی پرواہ مت کرو۔"جمی نے خفگی سے کہا۔"

جلیل کوئی ضرورت نہیں ہے اس موٹے خبیس سے بات کرنے کی۔"راجا چلایا۔"بکرے بہت مل جائیں گے"۔"

راجا تو ایک منٹ کے لئے خاموش بیٹھ"۔میں نے کہا اور جمی سے کہا۔"یہ سب بکرے کتنے کے بیچو گے؟ سوچ کر ایک قیمت بتاؤ؟"۔

ایک قیمت" جمی فوراً سوچ میں پڑ گیا۔اس کے پاس دس بکرے تھے۔"پچیس ہزار۔۔۔نہیں تیس ہزار۔ہاں اتنی رقم ٹھیک رہے گی۔"اس نے باآواز بلند سوچا۔"تم تیس ہزار دے دو سارے بکرے تمہارے"۔

"اگر میں تمہیں پینتیس ہزار دلوا دوں تو۔۔۔

"جمی کی آنکھیں پھیل گئیں۔"پینتیس ہزار" اس نے کہا "تم کیسے دلواؤ گے؟

"یہ میرا کام ہے جمی! ہاں اتنا بتا دوں کہ پینتیس سے اوپر جتنا ہو گا سب میرا ہو گا۔"

"جمی کی آنکھیں مزید پھیلیں۔"پینتیس سے بھی اوپر۔ کتنی رقم اور؟

"شائد اتنی ہی اور۔۔۔"

اس دفعہ جمی کی آنکھوں میں پھیلنے کی گنجائش نہیں رہی تھی۔وہ پہلے ہی ممکنہ حد تک پھیل چکی تھیں۔"جلیل تو کس چکر میں ہے مجھے کسی گڑ بڑ کی بو آ رہی ہے"۔

تیری ناک خراب ہے۔کوئی گڑبڑ نہیں ہے"۔میں نے خلوص سے کہا۔"

میں نہیں مان سکتا"۔جمی نے اپنا گھڑے جیسا سر ہلایا۔"تو کوئی کام بغیر گڑبڑ کے نہیں کر سکتا"۔"

"چل گڑبڑ ہے بھی تو تجھے کیا؟" میں نے بھنا کر کہا۔"تجھے صرف اپنے منافع سے مطلب رکھنا چاہیے۔"

منافع" جمی پھر سوچ میں پڑ گیا۔رقم کا سن کر اس کی عقل یونہی کسی چراگاہ کی طرف چلی جاتی تھی۔"دیکھ یار مروا مت دینا۔میں " غریب آدمی ہوں"۔

نہ تم غریب ہو اور نہ آدمی"۔راجا نے شرانگیزی کی۔"تم وہ ہاتھی ہو جو اپنے دانتوں کی دولت پر سانپ بن کر بیٹھے ہو بلکہ اژدھا " بن کر۔موٹے کنجوس"۔

جمی ہلنے لگا جیسے زلزلے سے زمین کانپتی ہے۔وہ دراصل غصے سے کانپ رہا تھا۔"جلیل تو اس کو لے کر دفعہ ہو جا ورنہ۔۔۔"جمی کی دھمکی اور راجا کے لئے اس کا لقب بیان کرنے کے قابل نہیں ہے۔

مجھ سے پہلے راجا بھاگا لیکن جانے سے پہلے اس نے جمی کی شان میں اس کے وزن سے بھی زیادہ وزنی گستاخیاں ضرور کی تھیں۔باہر آ " کر راجا نے مایوسی سے کہا۔"جلیل بات نہیں بنی۔اب بکرا کہاں سے ملے گا؟

یہیں سے" میں نے یقین سے کہا۔"اور فری ملے گا"۔"

فری" راجا نے رک کر مجھے یوں دیکھا جیسے میں کوئی پاگل کتا ہوں اور ابھی اسے کاٹ کھاؤں گا۔"تیرا دماغ چل گیا ہے۔جمی کسی " "کو کچھ فری دینے والا نہیں ہے۔موت کے فرشتے سے بھی جان کا سودا کرے گا جب وہ اسے جہنم لے جانے کے لئے آئے گا۔

میرا دماغ ضرور چلا تھا" میں نے اعتراف کیا "جب تم دونوں تازہ سوکنوں کی طرح لڑ رہے تھے لیکن بالکل درست سمت میں "
میرے ذہن میں ایک شاندار سکیم آئی ہے جس سے سب کا کام ہو جائے گا"۔

کیا سب کا کام تمام ہو جائے گا" راجہ نے سرد آہ بھری۔"جیسا کہ اکثر ہوتا رہتا ہے"۔"

لیکن اس دفعہ ایسا نہیں ہو گا" میں نے اسے یقین دلایا۔"جب تو میرا آئیڈیا سنے گا تو اش اش کر اٹھے گا"۔"

کچھ دیر بعد ہم دھواں دھار مسالے والی بمبی بریانی کھا رہے تھے۔میرے کانوں سے شائد دھواں نکل رہا تھا اور آنسوؤں کی وجہ سے ماحول اشک آور لگ رہا تھا۔وہاں جملہ حاضرین زور و قطار رو رہے تھے۔آتش نے غالباً اسی بریانی کے بارے میں کہا تھا۔

۔شائد اسی کا نام بریانی ہے آتش
ایک آگ سی سینے میں لگی ہے

درد ناک لنچ سے فارغ ہو کر ہم نے دودھ پتی کے دو کپ پیٹ میں انڈیلے، تب کہیں جا کر ہوش ٹھکانے آئے۔راجا نے ڈکار لے
"کر کہا "ہاں تو تیرا شاندار آئیڈیا کیا ہے؟

یں نے سوچ کر کہا "راجا آئیڈیا تو پرانا ہے لیکن جل سکتا ہے۔اسے کسی نے بقر عید پر نہیں آزمایا ہو گا"۔

جب میں نے راجا کو اپنے آئیڈئے سے آگاہ کیا، اس نے فوراً نفی میں سر ہلایا "نہیں چلے گا، پبلک بہت ہوشیار ہو گئی ہے۔وہ فوراً پکڑے گی اور پھر ہمیں پکڑ لے گی اور مار مار کر دنبہ بنا دے گی"۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ آزمانے میں کیا حرج ہے، دوسرا یہ کی کوئی ہمیں نہیں پکڑے گا کیونکہ ہم کسی کو دھوکا نہیں دے رہے۔"
لوگ زیادہ سے زیادہ جھوٹا کہہ دیں گے تو وہ تو ویسے ہی کہتے ہیں"۔

تجھے یقین ہے کہ ہمیں کوئی نہیں پکڑے گا۔مثلاً پولیس۔۔۔"راجہ نے نقطہ اٹھایا۔"

پولیس کو قائل کرنا کیا مشکل ہے یار، وہ تو ویسے ہی قائل ہونے کے بہانے تلاش کرتی ہے"۔"

"اچھا فرض کر کسی کو شک ہو گیا تو۔۔۔؟"

"تو ہم بھاگ جائیں گے" یں نے دانت نکال کر کہا 'ہم بھاگنے میں ماہر ہیں۔"

"جمی تو پکڑا جائے گا۔وہ ہمیں بھی پکڑوا دے گا۔"

تو جمی کو احمق نہ سمجھ۔وہ پکڑا بھی گیا تو اصل بات نہیں اگلے گا۔یعنی ہمارے بارے میں نہیں بتائے گا ورنہ خود بھی مارا جائے "
"گا۔

راجا ابھی بھی مطمئن نہیں ہوا تھا۔"چل میری تو مجبوری ہے۔میرے ظالم باپ نے مجھے وارننگ دی ہے کہ میں نے قربانی کے لئے بکرا مہیا نہیں کیا تو وہ مجھے دوکان سے اٹھا کر راؤنڈ پر لگا دے گا۔ذرا سوچ میں گدھا گاڑی چلاتا کیسا لگوں گا۔"

"میں دنگ رہ گیا "یعنی تو گدھے کی جگہ۔۔۔

راجا برا مان گیا "میرا مطلب تھا کہ اب ابا کی جگہ میں کپڑے جمع کروں گا اور دھلنے کے بعد گھروں پر پہنچاؤں گا، سوچ کتنی بے عزتی ہو گی۔"

"ہاں" میں نے تائید کی۔"گدھے کی بھی آخر عزت ہوتی ہے۔"

گدھے کے بچے" راجا بھنا گیا۔لیکن اس سے پہلے وہ میری شان میں طویل نثری نظم کا آغاز کرتا، میں نے معذرت کر کے اسے منا لیا۔راجہ ٹھنڈا ہو کر بولا۔"آخر تجھے ایسی کیا مجبوری ہے جو تو اپنی جان جوکھم میں ڈال رہا ہے۔"

پیسہ" میں نے فلسفیانہ انداز میں کہا "جو ہر انسان کی مجبوری ہے۔میں سنجیدگی سے کسی شریفانہ کام کے بارے میں سوچ رہا ہوں۔ جس کے لئے پیسہ چاہیے۔"

راجہ نے قہقہہ مارا جس کا مجھ سے زیادہ برا قریب سے گزرتے بزرگ وار نے منایا۔ان کے خیال میں راجہ نے یہ قہقہہ ان کو دیکھ کر مارا تھا جو ستر برس کی عمر میں سترہ برس کے نظر آنے کی کوشش کر رہے تھے اور ان کے ساتھ ان کی تیسری یا چوتھی منکوحہ تھی۔

جلیل تو کم از کم مجھے بے وقوف بنانا چھوڑ دے۔تو کسی شریفانہ کاروبار کے لئے اتنا ہی سنجیدہ ہو سکتا ہے جتنا کہ شیر گوشت نہ کھانے کے بارے میں۔"

"یا کوئی فلمی پروڈیوسر تجھے اپنی اگلی فلم میں ہیرو لینے کے لئے۔میں نے جل کر کہا۔

"چل میں نے مان لیا کہ تو سنجیدہ ہے۔اب یہ بتا کہ جمی کو کیسے تیار کرے گا۔بکرے تو اسی کے پاس ہیں۔"

جمی کو تیار کرنا کیا مشکل ہے۔چارا تو میں پھینک آیا ہوں۔وہ کل ورنہ پرسوں خود دوڑا آئے گا۔"

وہ نہیں آئے گا۔"راجا نے یقین سے کہا۔

چل شرط لگا لے۔میں نے ہنس کر کہا۔تو ایک بار پہلے بھی اسی قسم کی شرط لگا چکا ہے۔جب تجھے کیفے ڈی پھونس میں لگے درخت پو چڑھ کر اپنے باپ میرا مطلب ہے "

"اس کے گدھے کی آواز نکالنی پڑی تھی۔

اس عبرت ناک موقع کو یاد کر کے راجہ شرط لگانے سے تو باز رہا تھا لیکن ابھی بھی اسے یقین نہیں تھا کہ جمی میرے پاس آئے گا۔یقین تو مجھے بھی نہیں تھا۔جمی کے ساتھ میرے پچھلے کچھ معاملات ایسے رہے تھے کہ اب اس کا مجھ پر اعتبار کرنا اتنا ہی مشکل تھا جتنا سرکاری خبرنامے میں خبروں پر مشکل تھا لیکن راجہ نے یہ بالکل درست کہا تھا کہ میں شریفانہ کام کہ لئے سنجیدہ تھا۔خالہ لاؤڈ اسپیکر کے تیور ہر گزرتے دن ملک کی اقتصادی حالت کی طرح خراب ہوتے جا رہے تھے اور وہ آئے دن اماں سے کہنے لگی تھی "اے بہن میں کب تک لونڈیا کو گھر بٹھائے رکھوں گی۔

""اماں انھیں تسلی دیتی تھیں بس کچھ ہی دنوں کی بات ہے جیسے ہی میرا جلیل کام سے لگا بس۔۔۔

اس کے بعد بس ہی تھا۔اس بس کا جواب نہ اماں کے پاس تھا اور نہ ہی میرے پاس لیکن اماں اور شنو کی نگاہیں مجھ سے ضرور پوچھتی تھیں کہ اب انتظار کب تک

☆☆☆☆

دوسرے دن تو نہیں البتہ تیسرے دن جمی ضرور آ گیا۔اس کا لالچ اسے کھینچ لایا تھا۔اماں نے مجھے مطلع کیا کہ باہر ہاتھی گینڈے کے خاندان سے تعلق رکھنے والا ایک شخص آیا ہوا ہے تو میں فوراً سمجھ گیا۔وہ سوائے جمی کے کوئی ہو ہی نہیں سکتا تھا۔میں باہر نکلا تو جمی کے چاروں طرف بچے جمع تھے۔وہ اسے اور اس کی چیز کو یکساں دلچسپی سے دیکھ رہے تھے جس پر جمی سوار تھا۔یہ بہت پرانی شائد جنگِ عظیم کے زمانے کی ہیوی بائیک تھی اور خاص بات یہ تھی کہ وہ جمی کو نہیں لائی تھی بلکہ جمی اسے جلا کر یہاں تک لے کر آیا تھا۔اس کی صورِ اسرافیل جیسی آواز ایک میل دور سے صاف سنائی دیتی۔وزن میں یہ جمی کے برابر ہی تھی۔شائد اسی وجہ سے جمی اس گدھے کی طرح ہانپ رہا تھا جس نے نمک کے دھوکے میں پشت پر بندھی روئی پانی میں بھگو دی تھی۔

کیسی ہے؟" جمی نے فخر سے کہا۔"

کون؟ کدھر ہے؟" میں نے چاراں طرف دیکھ کر کہا۔"

اے میں اس کی بات کر رہا ہوں۔"جمی نے بائیک پر ہاتھ مارا تو اس کا ایک طرف کا شیشہ ٹوٹ کر لٹکنے لگا۔ظاہر ہے یہ آلٹریشن " کسی نے بعد میں کی تھی ورنہ ملٹری ماڈل میں اس قسم کی چیزوں کی گنجائش نہیں ہوتی۔نقصان ہوتا دیکھ کر جمی کے چہرے پر زلزلے کے سے تاثرات نمودار ہوئے۔میں نے اپنی ہنسی ضبط کر کے کہا۔

"اچھا تو اس کی بات کر رہا تھا۔میں سمجھا کوئی لڑکی ہے۔"

تجھے تو خواب میں بھی لڑکیاں ہی نظر آتی ہیں۔" جمی نے خفا ہو کر کہا۔ "ابے میں بائیک کی بات کر رہا تھا۔ ایسی چیز ہر ایک کے "
"پاس نہیں ہوتی۔

ہاں ہر ایک میں اتنی برداشت کہاں ہوتی ہے۔" میں نے تائید کی اور بچوں سے کہا۔ "بیٹے بھاگ جاؤ اس سے پہلے کہ یہ چیز "
"تمہیں کاٹ لے۔

"ظاہر ہے بچے کہاں ٹلنے والے تھے بلکہ ایک پانچ سالہ سرکش نے کہا۔ "خود بھی تو بھاگو۔ تمہیں نہیں کاٹے گی؟

میں عادی ہو گیا ہوں بیٹے۔" میں نے آہ بھر کر کہا اور جمی کے پیچھے بیٹھ کر کہا "یہاں سے نکل چلو، اس سے پہلے کہ بچوں کے "
""ساتھ بڑے بھی آ جائیں تم دونوں کی زیارت کے لئے۔

وہ۔۔۔اس میں پیٹرول نہیں ہے۔" جمی نے ندامت سے کہا۔"

الو کی پٹھے۔" میں موٹر سائیکل سے اتر آیا۔ "تو پھر اس مردے کو لے کر میرے دروازے تک آنے کی کیا ضرورت تھی۔ فوراً سے "
"پیشتر دفع ہو جاؤ ورنہ بچوں کو پیچھے لگا دوں گا۔

"یار آتے ہوئے پورا ایک لیٹر پیٹرول ڈلوایا تھا" جمی نے فریادی لہجے میں کہا۔ "راستے میں ہی ختم ہو گیا"

میں نے افسوس سے سر ہلایا۔" جمی تو عقل سے بھی یتیم ہوتا جا رہا ہے۔ یہ بائیک پیٹرول کے معاملے میں مرسیڈیز سے کم نہیں ہے۔ ایک لیٹر تو اس کی داڑھ۔۔۔ میرا مطلب ہے کاربوریٹر بھی گیلا نہیں ہوتا۔ کس نے تیرے ساتھ یہ دشمنی کی ہے۔ تجھے دیوالیہ "
"کرنے کی سازش کی ہے۔

"سازش تو نہیں ہے۔" جمی کا لہجہ رو دینے والا تھا۔ "اسے میں نے پانچ ہزار کے بدلے لیا ہے۔"

کس سے۔۔۔اپنے کسی کرایہ دار سے؟" میں نے کہا۔"

جمی نے سر ہلایا "ہے ایک حرامی، پورے تین مہینے سے کرایہ نہیں دیا۔ سامان اس کے پاس تھا نہیں۔ اس نے کہیں سے یہ موٹر "
"سائیکل لا دی۔ اب میں اسے کہاں ڈھونڈوں۔۔۔ میرے پانچ ہزار۔۔۔

"ان پر فاتحہ پڑھ لے" میں نے اسے مشورہ دیا۔ یہ تو سفید ہاتھی ہے۔ کوئی چانچ ہزار کے ساتھ دے تب بھی میں اسے نہ لوں۔"

"جمی نے بائیک کو اڑیل گدھے کی طرح کھینچنا شروع کر دیا۔ "اسے کوئی خرید بھی نہیں سکتا۔

شیر شاہ لے جاؤ، شائد کباڑیا تول تول کر لے لے، ناجانے یہ اب تک کیسے چل رہی ہے۔ اس کے اسپئیر پارٹس بھی نہیں ملتے۔""

جمی نے فیصلہ کیا کہ اس بائیک پر مزید پیٹرول ضائع کرنا بے کار تھا۔ لہٰذا اس نے جمن خانے کی طرف پیدل مارچ جاری رکھی۔

اور میں ایک بس سے لٹک گیا۔بولٹن مارکیٹ سے ہو کر جب میں جمن خانے پہنچا تو جمی موٹر سائیکل کھینچتا نمودار ہوا۔اس کی حالت اس ریل انجن سے زیادہ خراب ہو رہی تھی، جس نے اکیلے ٹرین لے کر کوئٹہ تک کا سفر کیا ہو۔بائیک اس نے ایک طرف پھینکی اور احاطے میں بینچ پر لیٹ کر لمبے لمبے سانس لینے لگا۔اس دوران میں اس کی زبان سے وقتاً فوقتاً موٹر سائیکل، اس کے بنانے والوں اور اسے جمی کو بیچنے والے کے بارے میں سنسنی خیز انکشافات کر رہا تھا۔افسوس کہ ان میں سے کوئی انکشاف قابلَ اشاعت نہیں تھا۔مجھے اس کی حالت پر کوئی تعجب نہیں تھا۔اس ہاتھی نما موٹرسائیکل کو دو میل پیدل کھینچ کر میں خود جمی سے زیادہ سنسنی خیز انکشافات کر سکتا تھا۔ابھی بارہ بجے تھے اس لئے جمن خانے کا احاطہ ویران نظر آ رہا تھا ورنہ یہاں ریوڑ کی صورت میں پھرنے والے بچے شورِ قیامت برپا کئے ہوتے جو اس وقت سکول گئے تھے۔گھر کی عورتیں کام کر رہی تھیں۔سامنے ایک بالکونی میں ایک حسینہ دھلے ہوئے کپڑے لٹکا رہی تھی اور اس بار میں دو بار مجھے مسکرا کر دیکھ چکی تھی۔وہ خاصے سنسنی خیز لباس میں تھی۔جسے دیکھ کر تنگی کا لفظ بخوبی سمجھ میں آنے لگتا ہے۔میں اسے دیکھنے میں اتنا محو تھا کہ جمی کو بھی بھول گیا۔آخری بار وہ بالکونی میں آئی۔اس نے اِدھر اُدھر دیکھا اور مجھے آنکھ مار کر اندر چلی گئی۔میں بھونچکا رہ گیا تھا۔

یہ ایسی ہی حرافہ ہے۔"جمی اچانک بولا تو میں چونکا۔"

کک۔۔۔کون؟" میں خفت سے بولا۔"

یہی جو ابھی تجھے آنکھ مار رہی تھی۔"جمی اٹھ بیٹھا۔وہ خبیث لیٹے لیٹے سب دیکھ رہا تھا۔"شوہر ہے کاٹھ کا الو۔اسے کام پر لگا رکھا ہے۔سنا ہے کہیں آلو چھولے کی ریڑھی لگاتا ہے۔سینما کے آگے۔صبح جاتا ہے اور رات کو واپس آتا ہے۔اس کو کھلی چھوٹ ملی ہوئی ہے۔صبح، دوپہر، شام تینوں ٹائم کوئی نہ کوئی اس کے فلیٹ میں گھسا رہتا ہے۔بلڈنگ کے آدھے مرد اس کے دیوانے ہیں۔یہ "بھی سب کو لائن دیتی ہے۔

اچھا یہ دوسری مس حسینہ ہے۔"میں نے دلچسپی سے کہا۔قارئین کو یاد ہو گا جمی کے ایک فلیٹ پر ایک ڈاکو حسینہ قابض ہو گئی تھی۔بعد میں وہ اور اس کا پارٹنر تو ہمارا بیڑہ غرق کر کے فرار ہو گئے تھے اور میں بھی پولیس سے بچ گیا تھا لیکن جمی کو پولیس لے گئی تھی۔ہر چند کہ جمی نے زبانی کلامی انھیں اپنی بے گناہی کا یقین دلانے کی بھرپور کوشش کی مگر پولیس والے ایسے کسی کی بات پر یقین کرتے ہیں۔انھوں نے دو دن تک جمی کو تھانے میں بجا کر سنا اور جب اس کے بیان میں کوئی فرق نہیں پایا تو بادل بخواستہ دس ہزار کے بدلے اپنے خیال میں ترمیم کر لی ورنہ اس سے پہلے وہ جمی کو بھی مس حسینہ اور اس کے شیدی ساتھی کا ساتھی قرار دے رہے تھے۔ان کا تیسرا ساتھی، جو فلیٹ میں مارا گیا تھا پولیس اس قتل کو بھی جمی کے کھاتے میں لکھنا چاہتی تھی۔

مگر اس کی خوش قسمتی کہ مس حسینہ اور شیدی گرفتار ہو گئے اور اب پولیس والے ان کی طرف متوجہ تھے۔خاص طور سے مس حسینہ سے تفتیش کرنے کا ہر کوئی مشتاق تھا۔مجبوراً انھوں نے جمی کو چھوڑ دیا۔مس حسینہ کے ذکر پر جمی خفا نظر آنے لگا تھا۔

"یہ کون ساموقع ہے اس خبیث عورت کو یاد کرنے کا۔"

"یہ والی حسینہ بھی مجھے مشکوک نظر آتی ہے۔ممکن ہے اس کا گھر والا کوئی منشیات فروش ہو۔آلو چھولے کے بہانے کوئی پڑیا بیچتا ہو۔"

جمی کا رنگ اڑ گیا۔"خدا کے لئے جلیل۔"اس نے بلبلا کر کہا۔"آخر تو ہمیشہ منحوس بات کیوں کرتا ہے۔اگر یہ سچ مچ منشیات فروش نکلا تو اس بار مجھے تھانے سے آنا نصیب نہ ہو گا۔"

"آمین۔۔۔"میرا مطلب ہے خدا نہ کرے۔خیر دفعہ کر یہ بتا کہ تو میرے گھر کیوں آیا تھا۔تجھے پتہ نہیں میری اماں کے بارے میں۔پہلے ہی میرے دو دوست مارے جا چکے ہیں تو بچ گیا۔"

جمی ڈر گیا۔"کیا پستول ہے ان کے پاس؟"

"اس سے بھی ذیادہ خطرناک چیز۔"میں نے کہا البتہ یہ وضاحت نہیں کی کہ وہ خطرناک چیز بیلن تھا جو اماں نے دو بار راجا کو مارا تھا۔دونوں بار انھیں نقصان بیلن کا اٹھانا پڑا تھا۔

جمی پھر بلبلایا۔"جلیل، منحوس کہیں کے۔اگر تو مجھ سے اسی طرح ملتا رہا تو کسی دن میرا جنازہ اٹھایا جائے گا۔"

"آمین۔۔میرا مطلب ہے خدانخواستہ۔۔۔"میں نے کہا۔"ویسے تیرے جنازے کے لئے لفظ ڈھونا زیادہ مناسب رہے گا اور شائد تجھے کرین سے قبر میں اتارا جائے گا۔تیری قبر بھی دو قبروں کی گنجائش کی ہو گی اسی مناسبت سے کفن دفن کا خرچہ بھی بڑھ جائے گا۔"

جمی کا چہرہ سفید پڑ گیا۔اب معلوم نہیں اپنی وفات کے تصور سے یا اس موقع پر پیش آنے والے متوقع اخراجات کے خوف سے۔ اس کے بعد اس نے خونی نظروں سے مجھے گھورا۔"منحوس شخص اب کے تو نے منہ سے ایک لفظ نکالا تو میں اپنا ارادہ ملتوی کر دوں گا۔"

جمی رونے کے قریب ہو گیا۔"خدا کے لئے جلیل اپنی بکواس بند کر۔تیری باتیں سن کر میرا ہارٹ فیل ہونے لگا ہے۔"

"یعنی تیرا ارادہ بن رہا ہے۔"میں نے قہقہہ مارا "خیر تو سنا کیا کہہ رہا تھا۔"

"تیرا مرثیہ" جمی بھنا کر بولا پھر اسے اصل بات یاد آئی تو اس کا لہجہ بدل گیا۔"جلیل وہ تو کوئی آئیڈیا دے رہا تھا؟"

"آئیڈیا؟" میں نے انجان بن کر کہا۔"کس بارے میں؟"

بکروں کے بارے میں۔"جمی نے ضبط سے کام لیا۔"

"کن بکروں کے بارے میں؟"

اس دفع وہ ضبط سے کام نہیں لے سکا۔اس نے مجھے بتایا کہ وہ کن بکروں کے بارے میں بات کر رہا تھا۔جن کے بارے میں اردو "میں خاصے ناقابل اشاعت مہاورے مشہور تھے۔آخر اس نے چیخ کر کہا۔"تمہارے والد ماجد بکرے، جو تم خریدنے آئے تھے۔ حالانکہ صورت سے تو وہ تمہارے والد ماجد سے ملتے ہیں۔وہی سرمہ زدہ سیاہ آنکھیں۔ویسی ہی چگی داڑھی اور آواز بھی وہ بکروں جیسی " "ہی نکالتے تھے۔

کچھ دیر زبانی جنگ کے بعد ہم نے ایک دوسرے کے اجداد کو بخشنے کا فیصلہ کیا اور بزنس پر بات کرنے لگے۔کچھ دیر بعد ہم میں|اتنی یگانگت پیدا ہو گئی کہ جمی نے مجھے اپنے فلیٹ پر لے جا کر چائے بھی پلوائی، چائے وہ پڑوسن سے بنوا کر لایا تھا۔

میں نے اس سے کہا۔"میں نے جو آئیڈیا سوچا ہے اس میں تھوڑا خطرہ ہے لیکن ذرا سی ہمت سے کام لے کر ہم کامیاب ہو سکتے "ہیں۔

"خطرے کا سن کر جمی کے وسیع و عریض چہرے پر ہوائیاں اڑنے لگی تھیں۔"کک۔۔۔کیسا خطرہ۔۔پکڑے جانے کا؟

حاصل ہونے والے فائدے کے مقابلے میں خطرہ کچھ بھی نہیں ہے۔صرف تمہیں ہی پینتیس ہزار ملیں گے۔ویسے شائد تمہیں بیس "ہزار بھی نا ملیں۔

بیس ہزار؟" جمی نے اچھل کر کہنا چاہا تھا۔"

"دیکھ جمی بے وقوف کسی اور کو بنانا۔"میں نے اس کی بات کاٹی۔"اب تو میری بات سن۔"

سناؤ" بادل ناخواستہ جمی بولا۔"

میں نے تفصیل سے اسے اپنا آئیڈیا بتایا۔شروع میں تو وہ اپنے بکروں جیسی شکل بنا کر بیٹھا رہا پھر اس کے انداز میں دلچسپی پیدا "ہوئی جو بڑھتی ہی چلی گئی۔آخر میں اس نے اچھل کر کہا۔"زبردست آئیڈیا ہے۔

"اس کے اچھلنے سے کرسی ٹوٹتے ٹوٹتے بچی تھی۔"اب ایسی جگہ کا انتخاب کرتے ہیں جہاں ہمیں کوئی پہچان نہ سکے۔

سہراب گوٹھ کی بکرا پیڑی چلتے ہیں۔"جمی نے تجویز پیش کی۔"

وہ جگہ بہت دور ہے۔"میں نے نفی میں سر ہلایا۔پھر وہاں پولیس بھی بہت ہوتی ہے۔"

"اچھا تع لالو کھیت والی بکرا پیڑی کیسی رہے گی؟"

"وہاں زیادہ خطرہ ہے۔پھنسنے کی صورت میں لوگ ہی ہماری چٹنی بنا دیں گے۔"

پھر کہاں چلیں؟" جمی جھلایا۔'

ڈیفینس کے قریب لگنے والی بکرا پیڑی کیسی رہے گی؟" میں نے پوچھا۔"

جمی ایک دفع پھر اچھلا۔اس دفعہ لکڑی کی کرسی اس کے بوجھ سے ٹوٹ گئی۔وہ دھماکے سے فرش پر گرا تو مجھے یقین تھا کہ چھت بھی ٹوٹ جائے گی اور پھر یہ سلسلہ آخری منزل تک چلتا رہے گا۔جمی تو مارا جاتا ہی، اس کے ساتھ نہ جانے کتنے بے گناہ مارے جاتے لیکن انگریزوں کے دور کی بنی یہ عمارت میرے اندازے سے زیادہ مضبوط تھی۔ایک اور سانحہ برداشت کر گئی۔جمی نے اٹھتے ہوئے خفت سے کرسی کو گالیاں دیں۔

اس بے چاری کا کیا قصور ہے۔"میں نے افسوس سے کرسی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا جس کے چاروں پائے ذبح ہو جانے والے "

"بکرے کی طرح الگ الگ پڑے تھے۔"غالباً یہ والدِ ماجد کی نشانی تھی؟

"اماں کے جہیز کے ساتھ آئی تھی۔"جمی نے آہ بھری۔"آج ان کی روح تڑپ گئی ہو گی۔ایسی بارہ کرسیاں تھیں۔"

"گویا ان کی روح بارہ مرتبہ تڑپی ہو گی۔خیر میں نے کیا پوچھا تھا؟"

"ڈیفنس کی بکرا پیڑی کے بارے میں۔جگہ بہترین ہے۔پیسے والے لوگ آئیں گے۔"

بس ایک مسلہ ہے تیرے بکرے وہاں کے قابل نہیں لگتے۔خیر ان کو سجا سنوار لیں گے۔آخر پیڈی نسل کے بکرے بھی تو "

"ہوتے ہیں۔کوئی پوچھے تو کہہ دینا کہ پیڈی نسل کے بکرے ہیں۔ان کا گوشت ہرن سے بھی زیادہ لذیذ ہوتا ہے۔

پیڈی، یہ کون سی نسل ہوتی ہے؟" جمی نے مجھے مشکوک نظروں سے دیکھا۔"

"یہ تو مجھے بھی نہیں پتا۔"میں نے اعتراف کیا۔"لیکن کہنے میں کیا حرج ہے؟"

حرج یہ ہے کہ کوئی بکرا شناس نکل آیا تو؟" جمی بھنایا۔"

تو تم اس سے بڑے بکرا شناس بن جانا۔بات تمہاری مانی جائے گی۔آخر بکرے تمہارے ہی تو ہیں بلکہ ایسا کرنا کہ ایسے کسی موقع "

"پر راجا کو آگے کر دینا۔وہ خود ہی نمٹ لے گا۔

"راجا۔"جمی یک لخت برہم نظر آنے لگا۔"وہ مردود کس خوشی میں میرے ساتھ ہو گا؟"

"کیوں کہ وہ ہمارا دوست ہے اور اس کے بغیر یہ کام ممکن نہیں ہو گا۔"

ہرگز نہیں۔راجا اس منصوبے میں شامل نہیں ہو گا۔"جمی نے ہٹ دھرمی سے کہا۔"

تو پھر اللہ حافظ۔"میں نے اٹھتے ہوئے کہا"شہر میں اور بھی لوگوں کے پاس بکرے ہیں۔میں تو یاری کا خیال کر کے تیرے پاس "
"آ گیا تھا

جلیل میری بات سن۔"جمی نے فورا لہجہ بدل لیا"دیکھ راجا اپنا بھی یار ہے لیکن خواہ مخواہ کا ایک حصے دار پیدا ہو جائے گا۔"راجا کو "
"صرف ایک بکرا بھی کافی ہو گا۔

ٹھیک ہے۔"جمی نے مرے ہوئے انداز میں کہااور فورا شرط عائد کر دی"مجھے پورے پینتیس ہزار ملنے چاہیئں۔اس کے بعد توچاہے "
"توراجا کواونٹ یا ہاتھی بھی دلوا سکتا ہے۔

کاش کے ہاتھی کی قربانی جائز ہوتی۔"میں نے اس کی طرف دیکھ کر کہا۔"

میں تجھے ہاتھی نظر آتا ہوں۔"اس نے ناراض ہو کر کہا۔"

نہیں یار'میں تجھے ہاتھی سے ملاسکتا ہوں۔وہ تو بڑا معزز اور شاہی جانور ہے۔"ظاہر ہے جمی ناراض ہو گیا۔"

شنو معمول کے مطابق میری منتظر تھی۔اس کے حسین چہرے پر تشویش چھائی ہوئی تھی جیسے چاند پر ہلکی سی بدلی لیکن اسکے بدن سے لہسن پیاز اور مچھلی کی جو ملی جلی مہک آ رہی تھی'اس نے مجھے دو فٹ دور رہنے پر مجبور کر دیا۔وہ باورچی خانے سے آ رہی تھی یااس نے سازش کے تحت یہ پرفیوم لگایا تھاتا کہ میں اس سے ایک فاصلے تک رہوں اور ذیارہ فری ہونے کی کرشش نہ کروں۔

جلیل تو آج کل کن چکروں میں رہتا ہے۔صبح سے شام تک غائب رہنے لگا ہے۔"شنو کے لہجے میں تشویش تھی۔"پیاری شنو'مرد "
ساری عمر ایک ہی چکر میں رہتا ہےاور اسی کے لیے اتنے پاپڑ بیلتا ہے۔یعنی بنت حوا۔"میں نے اس کے چہرے پر نظر جما کر کہا
"تو وہ شرمانے لگی اور اس نے روایتی سا سوال کیا۔"ایسے کیا دیکھ رہے ہو؟

یہ خاصا اکسانے والا سوال تھا۔یعنی آپ نے کیا کیا دیکھا۔ظاہر ہے میں نے جو دیکھا اور جس نظر سے دیکھا'اسے بیان کر دیتا تو اندیشہ نقص امن پیدا ہو جاتا۔شنو بے شک دل میں خوش ہوتی لیکن اوپر سے بے شرمی کے اس مظاہرے پر خفا ضرور ہوتی۔خیر عورت اسی کا نام ہے لہذا میں نے اسے بتانے سے گریز کیا کہ میں کیا دیکھ رہا تھا۔نہ جانے وہ واقعی حسین سے حسین تر ہوتی جا رہی تھی یا مجھے لگنے لگی تھی۔

تم نے بڑا غلط سوال کیا ہے۔تمہیں پوچھنا چاہیے تھاکہ اتنی دور سے کیوں دیکھ رہے ہو،تو میری خوبصورت سی شنواسکی وجہ "
تمہارے وجود سے آتی ہوئی مہک ہے۔اس قسم کی مہک میں نے کیماڑی کے علاقے میں محسوس کی تھی جہاں کچرا مچھلی پڑی ہوئی
" تھی۔اس مہک کے ہوتے میں تمہارے قریب کیسے آسکتا ہوں بلکہ میں چھت پر بھی کھڑا ہوں تو اسے ہی بہت سمجھو۔
"حسب توقع شنو خفا نظر آنے لگی"تو کیوں کھڑے ہو دفع کیوں نہیں ہو جاتے۔
"اب دفع ہو کے کہاں جا سکتا ہوں۔"میں نے سرد آہ بھری"کیسی کیسی لڑکیاں تھیں لیکن تقدیر دیکھو کہ کہاں پھنسایا لا کے۔
شنو مزید خفا ہو گئی"کس نے کہا تھاپھنسنے کو'نہ پھنستے"میں نے دیوار سے لٹک کے اسے جانے سے روکا"تم نے پھنسنے کو کہاتھا اور
"پھنسایا بھی تم نے۔
"چھوڑو میرا ہاتھ۔"اس نے زور آزمائی کی"میرے پاس سے کچرا مچھلی کی بو آتی ہے۔"
کچرا مچھلی کی بو۔یہ میں نے کب کہا۔"میں نے حیرت ظاہر کی"میں تو کہ رہا تھاکہ ایسی مہک پیرس سے آئی سینٹس کی خالی "
شیشیوں سے آرہی تھی جو وہاں پڑی ہوئی تھیں۔کچرا مچھلی کے برابر میں۔خیر تم کہتی ہو تومان لیتا ہوں کہ تمہارے پاس سے کچرا
"مچھلی کی بو آرہی ہے۔آرہی ہے نا؟
پیچھے ہٹو بے شرم۔"شنو نے مجھے دھکا دیا"پورے بدمعاش ہو۔"اس کے لہجے میں مصنوعی خفگی تھی۔
"میں دیوار سے لڑھک کر نیچے گر گیا۔"اف ظالم حسینہ" میں نے چلا کر کہا"توڑ دیا نا آخر۔
کیا ٹوٹ گیا؟شنو نے دیوار سے جھانکا۔"
یہ پین۔"میں نے جیب سے پین نکال کر کہا"اس سے چیک سائن کیا جاتا تھامگر افسوس میرا اکاؤنٹ جس بنک میں ہے'وہاں تک "
"کسی چیک کی رسائی نہیں ہے۔
"جلیل تو ہوش میں تو ہے؟"شنو گھبرا کر بولی"تونے کچھ پی تو نہیں رکھا ہے۔"
"ہاں چھٹتی نہیں ہے کافر منہ سے لگی ہوئی۔"میں نے جھوم کر کہا"میری مراد تمہارے نشہ حسن سے ہے اور خمار جوانی سے ہے۔"
"تم پاگل ہوگ ئے ہو'اماں نے سن لیا تو۔۔۔۔۔"
تو کیا'میں کسی خالہ لاوڈا سپیکر سے نہیں ڈرتا۔"میں نے سینے پر ہاتھ مارا۔
کیا۔۔۔۔۔۔۔کیا کہاتم نے اماں کو؟"شنو غرائی۔"

"کچھ نہیں۔ میں تو کہ رہا تھا کہ اگر دس ہزار مل جائیں۔ میرے خاص اکاؤنٹ سے تو عنایت ہو گی۔"

"خاص اکاؤنٹ۔"کی اصطلاح سمجھ کر شنو لال ہو گئی"اتنی سی بات کے لیے اتنی بک بک۔۔۔۔"

"میں نے سرد آہ بھری"بعد میں میں نے دس روپے بھی مانگے تو تم اس سے ذیادہ بک بک کرو گی میری مراد۔۔۔

رہنے دو اپنی مراد۔"شنو نے شوخی سے کہا اور نیچے غائب ہو گئی۔"

پچھلے کچھ عرصے سے میں شنو کے پاس رقم رکھوانے لگا تھا کیونکہ اماں میری رقم کو ہاتھ لگانے کو تیار نہیں تھیں اور میرے پاس ہوتی تو کب کی خرچ ہو چکی ہوتی۔ جبکہ شنو کے پاس جا کر رقم کا ملنا ذرا مشکل کام تھا۔ اتنی بک بک اسے رام کرنے کے لیے ہوتی تھی ورنہ وہ ضدی حسینہ دس سوال کرتی اور ہر سوال سے ایک نیا سوال پیدا کر لینا اس کے بائیں ہاتھ کا کھیل تھا۔ کچھ دیر بعد وہ چھت پر آئی۔ رقم دینے سے پہلے اس نے کہا۔

"رقم کس لیے چاہیے؟"

"قربانی کے لیے۔"میں نے کہا"بقر عید قریب ہے، میں نے سوچا اس بار میں بھی کچھ قربان کروں۔"

جلیل کسی اور کو چکر دینا۔"اس نے کہنا چاہا۔"

"کئی کو دیا تھا مگر پھنسیں صرف تم۔"میں نے اسکی بات کاٹی"جلدی سے نوٹ نکالو ورنہ میں راست اقدام پر مجبور ہو جاؤں گا۔"

راست اقدام۔"شنو نہیں سمجھی لہذا میں نے اسے بتایا کہ میں کس قسم کے راست اقدام کا ارادہ رکھتا ہوں تو وہ بیک وقت غصے اور شرم" سے لال پیلی ہو گئی۔

جلیل بے ہودہ کہیں کے۔"اس نے بہ مشکل کہا۔"

"ابھی تو یہیں کا ہوں۔"میں نے قہقہہ مارا"رقم دیتی ہو یا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اس نے بوکھلا کر جلدی سے مجھے دس ہزار کے نوٹ پکڑائے اور نیچے کی طرف بھاگی۔ میں بھی جان چھوٹنے پر خدا کا شکر ادا کرتا نیچے کی طرف دوڑا۔ ویسے میں نے شنو سے غلط نہیں کہا تھا۔ میرا ارادہ تھا کہ اگر میرا منصوبہ کامیاب رہا تو جمی کے پورٹیبل بکروں میں سے ایک بکرا ضرور قربان کروں گا۔

جمی بے تابی سے میرا انتظار کر رہا تھا۔ وہ بکروں کی جماعت کے آگے یوں ٹہل رہا تھا جیسے استاد پرچہ حل کرتے شاگردوں کے سامنے ٹہلتا ہے۔ اب بکرے دس ہی تھے۔

دو کہاں گئے؟" میں نے جمی سے پوچھا۔"

"وہ ذرا بیمار لگ رہے تھے۔" جمی نے کہا "اس لیے میں نے انہیں بیچ دیا۔"

"بیمار تھے یا مرنے والے تھے۔" میں نے بکروں کو بغور دیکھا "مجھے تو یہ بھی مرنے والے لگتے ہیں۔"

"بکو مت۔" جمی بولا "یہ بتاؤ کہ منڈی تک کیسے جائیں گے۔"

"ظاہر ہے گاڑی میں، بکرے ایک پک اپ میں آجائیں گے۔ البتہ تمہارے لیے شائد ٹرک کرنا پڑے۔"

میں اپنی موٹر سائیکل پر آجاؤں گا۔" جمی خفا ہو کر بولا۔

ایسا غضب نہ کرنا 'لوگ تمہیں تو بھول جائیں گے مگر اسے ضرور یاد رکھیں گے۔ ایسا نہ ہو کہ بعد میں تو اسی کی وجہ سے پکڑا جائے۔ بہتر "ہو گا 'بائیک مجھے دے دینا اور خود کسی اور چیز پر آجانا۔ بکروں سمیت۔

"جمی نے بادل ناخواستہ چابی مجھے دی" دیکھ کر چلانا کچھ ٹوٹ نہ جائے۔

اسکی تو ہر قابل ذکر چیز ٹوٹی ہوئی ہے۔ میری فکر کر اگر میں ٹوٹ گیا تو تیرے پینتیس ہزار سمجھو ڈوب گیے۔ میں تیار ہو کر دوپہر تک" آؤں گا۔ اس وقت رش سب سے ذیادہ ہو گا اور سنو جگہ سڑک کے پاس اور گزر گاہ پر ہو تو ذیادہ بہتر ہو گا۔ پیسے بچانے کے چکر میں کسی "ایسی جگہ نہ جا کر مرنا کہ وہاں سوائے تیرے اور تیرے بکروں کے اور کوئی نہ ہو۔

"اتنی عقل میرے پاس بھی ہے۔" جمی نے غرا کر کہا "یہ بتاؤ کہ تم کیا کرو گے؟

یہ تم وہیں دیکھ لینا تو بہتر ہو گا۔ اس طرح تمہاری اداکاری میں جان ہو گی۔ تم نے صرف واویلا مچانا ہے لیکن نہیں 'واویلا تو میں نے کرنا" "ہے۔ تم نے صرف جوابی واویلا کرنا ہے۔

"اور راجا منحوس کیا کرے گا؟"

وہ پبلک اکٹھا کرے گا اور ہاں ایسا نہ ہو کہ تم بکرے ہی بیچ مارو۔ دھل دھلا کر اور میک اپ کے بعد یہ واقعی اچھے لگ رہے ہیں۔ تم"

" نے قیمت ذیادہ رکھنی ہے اور اس سے کم قیمت پر بکرا نہیں بیچنا۔

کوئی اور ہدایت رہ گئی ہے تو وہ بھی دے ڈالو۔" جمی نے طنز کیا۔

" تمہیں تو خدا ہی ہدایت دے تو دے میرا تو صرف ایک ہی مشورہ ہے۔ ممکن ہے کچھ احمق بھی منڈی میں آئے ہوں اور وہ تمہاری منہ مانگی قیمت بھی دینے کو تیار ہو جائیں تو لالچ میں آنے سے پہلے یہ سوچ لیناکہ میرا نام جلیل الزماں ہے۔"

"کیا کر لو گے؟" جمی نے سوچکر پوچھا۔

" میں تو کچھ نہیں کروں گا۔" میں نے عیاری سے کہا" لیکن وہ تھانے دار ابھی تک ان ماں بیٹی کی تلاش میں ہے جنہوں نے اس کی بہن اور بہنوئی سے تمہارا فلیٹ خالی کرایا تھا۔"

" خبیث الزماں! بلیک میلر کی اولاد۔" جمی نے مردہ لہجے میں کہا" میں بکرے نہیں بیچوں گا۔ اگر کوئی سونے کے دام تول دے تب بھی نہیں بیچوں گا۔"

" تم عقلمند ہو گئے ہو۔ میرے موٹے بچے۔" میں نے جمی سے کہااور اسکی ہیوی بائیک کو کک مارنے لگامگر انجن صرف غرا کررہ جاتا تھا'اسٹارٹ ہونے کی بجائے اور جب میں اچھے خاصے سرد موسم میں پسینے پسینے ہو گیا تو جمی نے مسکرا کر آگاہ کیا۔"اس میں پیٹرول نہیں ہے۔"

"تو یہ بات پہلے کیوں نہیں بتائی موٹے سؤر۔" میں نے جھلا کر کہا" اتنی دیر میں میرا تیل نکل گیا۔"

" معاف کرنا'یاد نہیں رہا تھا۔" جمی نے معصومیت سے کہا۔

میں اس پر لعنت بھیج کربائیک کے مردے کو کھینچتا ہواقریبی پیٹرول پمپ تک لے گیاجو خوش قسمتی سے صرف دو سو قدم کے فاصلے پر تھا۔ اگر مجھے ایک سواری کی اشد ضرورت نہ ہوتی تو میں جمی کے ساتھ اسکی موٹر سائیکل پر بھی

لعنت بھیج دیتا۔میں نے ہانپتے ہوئے پیٹرول پمپ کے بوائے سے چار لیٹر پیٹرول ڈالنے کو کہا۔اسنے طنزیہ نظر موٹرسائیکل پر ڈالی۔

"خیر سے والد ماجد نے لی ہوگی؟"اس نے پیٹرول ڈالتے ہوئے کہا"کتنے میں پڑی تھی؟"

"تمہاری والدہ سے کم میں ہی پڑی تھی۔"میں نے رقم کی ادائیگی کی اور اس سے پہلے کہ مشتعل بوائے پیٹرول مجھ پر ڈال کر تیلی دکھاتا'میں فرار ہو گیا۔میں نے راجا کے گھر کا رخ کیا۔موٹرسائیکل میں ہارن نہیں تھا لیکن اسکی جیٹ طیارے جیسی آواز کی موجودگی میں کسی ہارن کی ضرورت نہیں تھی لیکن راجاسے پہلے اسکا باپ نکل آیا۔راجا کے بارے میں پوچھنے پروہ اس کتے کی طرح غرایاجس نے دوسری گلی کے کتے کواپنی گلی میں دیکھ لیا ہو۔

"کہاں ہو گاوہ حرامی'اپنے باپ فتو کے ہوٹل میں مرا ہوگا۔وہ بھی ایک نمبر کا حرامی ہے۔"اس کے بعدراجا کےباپ نے فتو کے آباؤاجداد کے بارے میں جو کہا'اس سے اگر فتو کا شجرہ نسب تیار کیا جاتاتو اس میں تمام ناپاک اور حرام جانوروں کے ساتھ راجا کے آباؤ اجداد کی بھی آمیزش ہو جاتی۔اس سے پہلے کہ راجا کا باپ میرے بارےمیں گوہر افشانی کرتا'میں نے فرار ہونے میں بہتری سمجھی۔آخر میں راجا کے باپ نے کہا"کاش راجاکے بجائے کوئی گدھا ہوتا تو زیادہ اچھا ہوتا۔"

"ابھی بھی وہ کسی لاوارث گدھے کی سی زندگی گزار رہا ہے"میں نے فرار سے پہلے کہا۔اسکے بعد جو راجا کے باپ نے کہا وہ موٹر سائیکل کے شورقیامت میں سنائی نیں دیا۔فتو کا ڈیک ٹھیک ہوگیا تھا لیکن یہ بات مجھے موٹر سائیکل رکنے کے بعد معلوم ہوئی۔فتو نے ڈیک بند کر کے غور سے موٹر سائیکل کو دیکھااور خلاف توقع اشتیاق سے پوچھا۔

"یار جلیل'یہ چیز کہاں سے لے آیا؟"

پہلے میں اسے بتانے جا رہا تھا کہ یہ میری نہیں ہس لیکن فتو کے شوق کو دیکھ کر ارادہ ملتوی کر دیا۔"تم کیوں پوچھ رہے ہو۔میں نے کبھی پوچھا ہے کہ یہ جو تمباکو مارپتی تم چائے میں ڈالتے ہو'تو کہاں سے لاتے ہو؟"

لیکن فتو نے برا نہیں مانا۔وہ خود چائے لے کر اس میز پر آگیا جس پر راجا بیٹھا پورے انہماک سے گانا سن رہا تھا۔*ظاہر ہے گانا صرف بالغوں کے لیے تھا۔" کیسی شاندار چیز کاریڑھ مار کر رکھا ہے۔"فتو نے آہ بھر کر موٹر سائیکل کو دیکھا۔

یہ کیا ریڑھ مارے گا۔۔۔۔"راجا نے کہنا چاہامگر جملہ ادھورا چھوڑ کر چلایا۔وہ بتانے جا رہا تھا کہ موٹر سائیکل جمی کی " ہے اور میں نے اس کے پاؤں پر جوتا مارا تھا۔اس نے پیر اٹھا کر اس کا معائنہ کیا۔

کیا ہوا؟'فتو چونکا۔"

ایک کتے نے کاٹ لیا۔"راجا نے قہر آلود نظروں سے مجھے دیکھا۔"

"کتا۔۔وہ یہاں کیسے آگیا؟"فتو بولااور پھر چلا کر اپنے اسٹنٹ کو آواز دی چھوٹے دیکھ یہاں تیرا باپ آگیاہے"

"چھوٹادوڑتاہوا آیا" کیسابات کرتاہے استاد!ابھی امارا باپ زندہ ہوتا تو ہم تیرے سے گالیاں کیوں کھاتا۔

"ابے اندر کتا گھس آیاہے۔"فتو سخت تشویش زدہ لگ رہا تھا۔اس نے راجاسے پوچھا"کتاپاگل تو نہیں تھا؟"

"مجھے کیامعلوم۔"راجانے بھنا کر کہا"تمہیں کاٹے گاتوپوچھ لینا۔"

اب چھوٹااور اسکااستاد مل کر میزوں کے نیچے کتے کو تلاش کر رہے تھے۔"یہ کیاخباثت تھی؟"راجانے سرگوشی میں کہا۔

کچھ نہیں،بس تیری زبان بند کرنا تھی۔"میں نے مسکرا کر کہا۔"

"فتوواپس آگیا" کتاتو نہیں ہے۔شائد بھاگ گیا۔

کہاں بھاگاہے؟"راجاابھی تک خفا تھا۔"

"میں نے اس کی طرف دیکھا"اگر توچاہتاہے کہ تیری دوسری ٹانگ پر بھی کتانہ کاٹے توخاموش بیٹھ۔

یہ کتا۔۔۔میرامطلب ہے موٹرسائیکل کہاں سے لی۔یہ توملٹری کاماڈل ہے۔۔۔۔"اس کے بعد جو فتونے موٹرسائیکل کے بارے" میں بتاناشروع کیا تواس کا شجرہ نسب تک بیان کر دیا۔میں دم بخود رہ گیا تھا۔

"تجھے یہ سب کیسے معلوم ہوا۔بہت ساری باتیں تومیں بھی نہیں جانتا۔"

"پہلے فتو فخر سے مسکرایا اور پھر سرد آہ بھری "ایک زمانے میں مجھے بھی اس قسم کی موٹر سائیکل کا شوق ہوا تھا لیکن بڑی مہنگی چیز ہے۔

"خود مجھے خاصی مہنگی پڑی۔ مالک ضرور تمند تھا اس لیے مل گئی۔ جلد میں اس کو ری کنڈیشن کروں گا۔"

اس پر بہت خرچا آئے گا۔ اس کے بعض پارٹس تو اب ملتے بھی نہیں ہیں۔ "فتو جلدی سے بولا۔"

"اور یہ پیٹرول بھی بہت کھاتی ہے۔"

ایسا کر بیچ دے اسے۔ "فتو نے مشورہ دیا۔"

"بیچ دوں۔ "میں نے صدمے سے کہا" میں نے اسے بڑی محبت سے لیا تھا۔"

لیکن تو اسے رکھ نہیں سکتا تو فائدہ۔ اگر تو کہے تو میں اسے دس ہزار میں لینے کو تیار ہوں۔ "فتو کا انداز ایسا تھا جیسے کسی غریب کی طلاق" یافتہ اور عمر رسیدہ لڑکی کو عقد میں لینے کو تیار ہو۔

مجھ پر صدمے کا دوسرا اٹیک ہوا" دس ہزار' چودہ ہزار نو سو پچاس میں تو میں نے لی تھی۔ میرے پاس اتنی ہی رقم "تھی۔ فتو.........

چل تو پندرہ ہزار لے لے۔ "فتو نے فوراً کہا۔"

اگر تو اٹھارہ دے تو میں غور کر سکتا ہوں۔ "میں نے کہا اور بالآخر سولہ ہزار پر بات طے ہو گئی۔ سودا ہونے کی خوشی میں فتو نے ہمیں" بالائی والی چائے پلائی اور جب ہم باہر آئے تو راجا سخت بد حواس ہو رہا تھا۔

"ابے جلیل' یہ تو نے کیا کیا؟"

"ابھی تک تو کچھ نہیں کیا۔ وہ بھی نہیں کیا جو بہت پہلے کر لینا چاہیے تھا یعنی شنو سے نکاح۔"

احمق' میں موٹر سائیکل کی بات کر رہا ہوں۔ یہ جمی کی ہے اور تو نے باپ کی سمجھ کر بیچ دی۔ جب اس ہاتھی کو معلوم ہو گا تو وہ تیرے ساتھ "اس سے بھی برا کرے گا جو فلم پورس کے ہاتھی میں پورس کے ساتھ ہاتھی نے کیا تھا۔

یعنی نکاح۔ "میں نے کہا اور فوراً موٹر سائیکل اسٹارٹ کر دی۔ اس کے شور میں راجا کی آواز سنائی نہیں دی۔ ویسے بھی وہ جو کہہ رہا تھا وہ" سننے کے لائق نہیں تھا۔ میں مسکراتا رہا اور بول بول کر راجا بالآخر تھک گیا تو میرے پیچھے جا بیٹھا۔ اس بھاری بھرکم بائیک کو چلانا آسان

نہیں تھا۔ یہ ذرا سا ایکسی لیٹر دیتے ہی اس گھوڑے کی طرح بھاگتی تھی جس کے پیچھے شیر لگے ہوں۔ میں نے راجا کو بتایا کہ ہمیں بکرا پیڑی جانا تھا۔ راجا کو پیڑی سے کچھ فاصلے پر چھوڑا۔ میں نہیں چاہتا تھا کہ کوئی اسے میرے ساتھ دیکھے۔

جب دو بجے میں بکرا پیڑی میں داخل ہوا تو وہاں بھانت بھانت کے مویشیوں کے ساتھ ساتھ بھانت بھانت کے انسان بھی تھے اور دونوں آپس میں غلط ملط ہو رہے تھے کہ بعض جگہوں پر شناخت مشکل ہو جاتی تھی۔ خلاف توقع جمی مجھے اپنے بکروں کے ساتھ پیڑی کے سامنے والے حصے میں نظر آ گیا۔ نہ جانے اسے یہ جگہ کیسے مل گئی تھی۔ اس نے خاصے سلیقے سے اس کی مدد سے اپنے حصے کی حد بندی کی ہوئی تھی۔ اس حصے میں اتنی صفائی نظر آ رہی تھی کہ یہ جگہ باقی منڈی کے مقابلے میں ایسی لگ رہی تھی جیسے فتو کے کیفے ڈی پھونس کے مقابلے پر پرل کانٹی نینٹل۔

تمام بکرے تمیز اور سلیقے سے ایک طرف قطار میں بیٹھے تھے۔ ان کے سامنے تازہ ہری گھاس رکھی تھی لیکن وہ گھاس نہیں کھا رہے تھے جیسے شادی کی تقریب میں باادب بچے کوک کی بوتلوں پر یلغار کرنے کے بجائے انتظار کرتے ہیں کہ ویٹر ان کی میز تک کوک سرو کریں۔ مجھے تشویش ہونے لگی۔ بکروں کو اتنا باتمیز ہو کر بھی نہیں بیٹھنا چاہیے انہیں اٹھ کر چہل قدمی کرنی چاہیے تھی ورنہ میرا کام مشکل میں پڑ جاتا۔

میرا حلیہ خاصا معززانہ ہو رہا تھا۔ کلف لگے لٹھے کے سوٹ پر سیاہ واسکٹ تھی۔ پیروں میں چم چم کرتا جوتا۔ اگر میں کسی دیہاتی میلے میں ہوتا تو سر پر کلاہ بھی سجتا لیکن میں کراچی میں تھا البتہ میرے چہرے پو دس بج کر دس منٹ بجاتی مونچھیں ضرور تھیں اور میری آنکھیں بھی براؤن کے بجائے شربتی مائل تھیں۔ اس حلیے میں مجھے بہ حیثیت جلیل شناخت کرنا ذرا مشکل تھا۔ لیکن مجھے امید تھی کہ اس جگہ شائد ہی کوئی جان پہچان والا ٹکرائے اور ہاں میرے ہاتھ میں ایک سنہری انگوٹھی بھی تھی۔ جس میں خاصے بڑے سائز کا زمرد جڑا ہوا تھا۔ یہ دور ہی سے لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کر رہا تھا۔ اس کی وجہ سے لوگ مجھے پیسے والا سمجھ رہے تھے۔ میں پوری بکرا پیڑی میں گھومتا رہا جیسے اپنی پسند کا جانور تلاش کر رہا ہوں۔ پہلے ایک بیل نما شخص میرے گلے پڑ گیا۔

صاب کدر جاتا اے 'ابی نظر مارو۔ کیسا اونٹ کا مافک بیل اے۔ "اس نے اپنے ہم رنگ بیل کی طرف اشارہ کیا جو لنچ سے فارغ ہو کر"

نہایت جارحانہ انداز میں جگالی کر رہا تھا اور ہر آنے جانے والے کو کینہ توز نگاہوں سے گھور رہا تھا۔ غالبا اسے شک تھا کہ یہ سب اس کے قتل کے ارادے سے گھوم رہے ہیں۔

مجھے بیل نہیں چاہیے۔ "میں نے جان چھڑائی۔"

"امارے پاس بکرا لوگ بھی اے۔"

"مجھے بکرا لوگ بھی نہیں چاہیے۔"

"اچا۔ "اس نے مایوسی سے کہا" تم کیا قربان کرے گا۔"

ہاتھی۔ "میں نے کہا اور آگے بڑھ گیا۔"

منڈی میں ہر شخص پکڑ پکڑ کر مجھے جانور دکھا رہا تھا اور بیچنے پر بضد تھا۔ بہ مشکل میں ہاتھی۔۔۔۔ میرا مطلب ہے جمی تک پہنچا جو ایک پینٹ کوٹ والے سے لڑ رہا تھا۔ "پانچ ہزار۔۔۔ کس چیز کے پانچ ہزار۔۔۔۔ اس میں سے تو پانچ کلو گوشت بھی نہیں نکلے گا۔ اتنا تو "میرے سسرال چلا جائے گا۔ باقی لوگوں کو کیا دوں گا۔ اپنا گوشت۔

آپ کی مرضی ہے۔ "جمی نے رکھائی سے کہا" بکرے کا گوشت بھجوایا اپنا۔ پر قیمت پانچ ہزار سے ایک پیسہ بھی کم نہیں ہو گی۔ یہ خاص "بکرے ہیں۔

"خاص بکرے۔ "وہ شخص چراغ پا ہو گیا" کیا خاص بات ہے ان میں۔ مجھے تو یہ بکرے بھی نظر نہیں آتے۔"

"بھائی صاحب 'یہ واقعی خاص نسل کے بکرے ہیں۔"

"میں نے مداخلت ضروری سمجھی "لوگ شوق سے پالتے ہیں۔

اللہ آپ کا بھلا کرے صاحب۔ "جمی نے خوش ہو کر کہا" یہ بات ان صاحب کی سمجھ میں نہیں آ رہی ہے۔ اب آپ بتائیے کہ اتنے "اسپیشل قسم کے بکرے عام بکروں کی طرح بیچ دوں۔ انہیں اپنے جگر کے ٹکڑوں کی طرح پالا ہے۔

اچھا والدہ محترمہ بچپن میں انتقال کر گئیں تھیں۔۔۔۔ میرا مطلب ہے بکروں کے بچپن میں۔ "میں نے ہمدردی سے کہا۔"

جی۔ "جمی نے میرا طنز سمجھ کر خون کا گھونٹ پی کر کہا۔"

مجھے بکرا پالنا نہیں'اسے قربان کرنا ہے۔پانچ ہزار میں تو اچھا خاصا بکرا آجاتا ہے"وہ شخص چلایا۔غالباوہ ہائی بلڈ پریشر کا مریض تھا۔"

دس لاکھ میں اچھی بھلی بس آجاتی ہے پھر لوگ کاریں کیوں خریدتے ہیں۔"جمی نے طنز کیا۔"

اس دوران میں'میں غیر محسوس طور پر بکروں کے نزدیک چلا گیا تھا جو کچھ مضطرب ہو رہے تھے۔شائد جمی اور پینٹ کوٹ والے کی خوفناک گفتگو نے ان کے اعصاب پر اثر ڈالا تھا۔ایک بکرے نے میرے کرتے کا دامن چبانے کی کوشش کی۔

"اے سنبھالو'اپنے بد تمیز بکروں کو۔۔"میں نے چلا کر کہا"چھوڑو میرا ہاتھ۔"

میں نے جس بکرے کے منہ میں ہاتھ دیا تھا اس نے گھبرا کر منہ بند کر لیا۔میں نے دوسری چیخ ماری جو زیادہ حقیقی تھی۔جب میں نے بکرے کے منہ سے ہاتھ نکالا تو وہ اسے چبا چکا تھا۔ہاتھ پر زخم آگیا تھا لیکن تکلیف اتنی نہیں تھی جتنا میں واویلا کر رہا تھا۔

اف۔۔۔۔۔مار ڈالا۔۔۔خبیث۔۔یہ بکرے ہیں یا کتے۔۔۔۔یہ دیکھو اس نے مجھے کاٹ کھایا ہے۔"میں نے ہاتھ جمی کے سامنے کیا"

"اور پھر تیسری چیخ ماری"ارے۔۔۔۔۔میری انگوٹھی کہاں گئی۔۔۔۔۔یقینا یہ بکرا کھا گیا ہے۔

کون سا بکرا؟"جمی نے بظاہر پریشان ہو کر پوچھا۔"

یہ والا۔۔۔۔۔۔نہیں یہ والا۔۔۔۔اف یہ سارے بکرے ایک سے کیوں ہیں؟"میں چلایا۔"

"کیوں کہ ایک میں کی اولاد ہیں۔"جمی بولا"آپ کون سی انگوٹھی کی بات کر رہے ہو؟"

"پینٹ کوٹ والے نے غور کیا"انگوٹھی تو میں نے بھی دیکھی تھی۔۔۔۔خاصا بڑا زمرد تھا۔

پورے ایک لاکھ کی انگوٹھی تھی۔"میں نے واویلا مچایا۔"

اس دوران راجہ جو ملازم کا کردار ادا کر رہا تھا بڑی ہوشیاری سے بکروں کو آپس میں گڈ مڈ کر چکا تھا۔جب تک میں چلا چلا کر خاصہ مجمع جمع کر چکا تھا۔ایک بیان جاری کر چکا تھا۔جس کی تائید کوٹ والے نے کی تھی اور خاصے مبالغے سے کام لیا تھا۔وہ پہلے ہی جمی سے خار کھائے بیٹھا تھا۔مجمع کے لیئے خاصی سنسنی خیز اطلاع تھی کے ان میں سے کوئی بکرا ایک لاکھ کی انگوٹھی نگل چکا تھا۔کوٹ والا ہنس رہا تھا۔"خاصے سپشل بکرے ہے پانچ پانچ ہزار کے۔اور ایک بکرا ایک لاکھ پانچ ہزار کا ہو چکا ہے جانے کس خوش نصیب کے حصے میں آیے گا۔وہ

""انگوٹھی میری ہے خبر دار جو اس پر کسی نے بری نظر ڈالی

میں نے دھاڑ کر کہا

اچھا'' کوٹ والا ہنسا''اسے کیسے حاصل کرو گے اس کے دو طریقے ہے ۔یا تو سارے بکرے خرید لو اور ان کو باری باری زبح کرو کسی نا کسی کے پیٹ میں سے نکل ائے گی یا پھر انتظار کر و وہ بکرا فارغ ہو اور انگوٹھی خود ہی باہر نکل آئے بشرطیکہ اس کو قبطز نا ہو''بات ختم کر کے وہ ہنسا۔

میں کیوں خریدوں بکرے میں تو اس ہاتھی سے اپنی انگوٹھی واپس لو گا'' میں نے جمی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا''

میں کیوں دو انگوٹھی' جمی نے ہاتھ نچاتے ہوئے کہا'' میں نے کہا تھا اس کے منہ میں ہاتھ ڈالو،نا سمجھ جانور ہے نگل گیا انگوٹھی۔میں '' تو سوچ رہا ہو اس کو نا کچھ ہو جائے

'' خبیث '' میں نے اس کی گردن پکڑلی۔'' تم میری انگوٹھی ہضم کرنے کے چکر میں ہو''

انگوٹھی بکرے نے نگلی ہے یہ کیسے ہضم کرئے گا'' اسی شر پسند نے کہا۔''

'' ارے صاحب آپ ایک غریب پر ظلم ہوتا ہو ادیکھ رہے ہے '' جمی نے واویلا کیا'' میرا کیا قصور ہے ''

لوگوں نے بیچ بچاو کروادیا۔ مجمعہ اچھا خاصہ جمع ہو چکا تھا۔اچانک کوئی بولا

پہلوان بکرا بیچو گے '' یہ ایک مختصر سا شخص تھا جس نے شاید اپنے بڑے بھای کے کپڑے پہنے ہوئے تھے۔''

'' کیوں نہیں صاحب۔پر دام ایک ہو گا پانچ ہزار جو بکرا پسند ہو

'' میں نے چیخ کر کہا' بکرے کی اولاد،کوئی بکرا نہیں خریدے گا جب تک میری انگوٹھی نہیں مل جاتی

'' تو کیسے روکے گا مجھے '' جمی نے بازو چڑھائے ''اور تیرے پاس کیا ثبوت ہے کے کوئی انگوٹھی تھی بھی میں نے دیکھا تھا'' کوٹ والے نے پھر گواہی دی۔''

''تم مجھے بکرے بیچنے سے نہیں روک سکتے میں تمھاری انگوٹھی کا زمہ دار نہیں ہوں''

''یہ ٹھیک کہ رہا ہے '' مختصر شخص نے کہا''پہلوان تم بکرا بیچو اپن دیکھتا ہے کون مائی کا لال روکتا ہے ''

میں روکو گا' میں نے مختصر شخص کا گلا پکڑ کر لٹکالیا''

اب ے خبیث۔۔ میر ا۔۔ گلا چھوڑ۔۔۔ حرا۔۔ می"

اس نے گھٹی گھٹی آواز میں کہا۔ ایک بار پھر لوگون نے بیچ بچاو کروایا۔ خاصے دنگے فساد کے بعد طے پایا کے میں جمی کو بکرے بیچنے سے نہیں روکوں گا۔ لیکن پہلے بکرے خریدنے کا حق مجھے ہو گا۔ اس کے بعد ہی کوئی دوسرا خرید سکے گا۔ میں نے شور مچایا۔

" یہ ناانصافی ہوگی۔ ایک لاکھ کی انگوٹھی کے لیئے میں یہ بیکار بکرے پچاس ہزار میں خریدو گا۔ میرے پاس تو دس ہزار ہے بس"

چلو تم کوئی سے دو بکرے لے لو" جمی نے فراخ دلی سے کہا۔"

اگر انگوٹھی کسی اور میں نکل آئی تو دیکھو بھائیو اگر کسی کے پاس انگوٹھی نکل آئے تو وہ مجھے دے دے۔" میں نے فریدکی"

"۔ "ہرگز نہیں" مختصر شخص نے کہا" بکرے میں سے جو بھی نکلے گا وہ اس کے مالک کا ہو گا

ہاں چاہے انگوٹھی ہو یا مینگنیاں "شرپسند نے پھر کہا۔"

ظاہر ہے انگوٹھی کے لالچ میں وہ سب ایک طرف ہو گیے تھے گویا جمی کے حمایتی تھے۔ بادل ناخواستہ میں نے جمی کو دس ہزار دیئے اور دو بکرے لے لیئے اور ظاہر ہے ان میں وہ بکرا نہیں تھا جس نے میرا ہاتھ چبایا تھا۔ برابر والے بکرافروزش نے رضا کار قصائی بننا منظور کر لیا ۔یہ پیشہ وارانہ حسد تھا کیونکہ اس کے بکروں کو کوئی بھی نہیں پوچھ رہا تھا۔ اور جمی کے پورٹیبل قسم کے بکروں کے دام پانچ پانچ ہزار لگ رہے تھے۔ جمی نے خوب واویلا مچایا کے میں بکرے نا ذبح کرواں لیکن وہ مجھے بکرے ذبح کرنے سے نا روک سکتا تھا۔ دیکھتے ہی دیکھتے دونوں بکرے مارے گئے اور رضا کار قصائی نے ان کے معدے باہر نکال لیئے ۔انگوٹھی کسی میں سے بھی نہیں ملی تھی ۔اب میری حالت مارے صدمے کے خراب ہونے لگی ۔مجمع کا جوش اور خروش بڑھنے لگا ۔

قدرت نے اس کی آنکھوں میں گدھ کے عدسے فٹ کر دیئے تھے۔ مجھے معلوم تھا جمی جلد یا بدیر میری نشاندھی کر دے گا۔ وہ زیادہ دیر مار نہیں کھا سکتا تھا۔ اچھی بات یہ تھی کے راجہ پہلے ہی غائیب ہو چکا تھا۔ جیسے ہی میں بھاگا استاد ٹی کی پیچھے سے آواز آئی 'پکڑو اس حرامی کو"

اس کے پیچھے میرے پیچھے دوڑے۔ میں نے پہلے ایک بکرے والے کو گرایا پھر اس کے وفاشاص بکرے نے ٹکر مار کر مجھے جہاں گرایا

۔وہاں ایک بیل کی ہائی پراڈکٹ پڑی تھی جس کو زیادہ کھانے سے بدہضمی ہو گئی تھی۔

وہ رہا' ایک چمچے نے مجھے ناپاک جانور کی اولاد قرار دے کر کہا۔ لیکن اس کی بدقسمتی کے اس کے راستے میں ایک بلا کو خان بکرا آگیا اس" نے چمچہ نمبر ون کو بھی ٹکریں مار کر وہیں پہچنادیا۔ لیکن چمچہ نمبر دو تین اور چار ثابت قدمی سے میرے تعاقب میں تھے۔ میں نے رکاوٹوں کی دھوڑ میں راہ میں آنے والے کتنے دنبے اور بکرے پھلانگے۔ میرے پیچھے آنے والے اتنے مشتاق نہیں تھے انہوں نے کئی بار گرنے کے بعد فیصلہ کیا کے راستے سے آنا چاہیئے۔ میرا رخ اس جگہ کی طرف تھا جس جگہ میں نے موٹر سایکل کھڑی کی تھی۔ میرے اور استادٹی ٹی کے چمچوں کے درمیان فاصلہ بڑھ رہا تھا۔ ایک مکرانی نے مجھے پکڑلیا "ابے تیرے کو نظر نہیں آتا جو اندھے بیل کی طرح دوڑتا ہے"

'مجھے چھوڑدو میرے پیچھے دہشت گرد قاتل لگے ہوئے ہے وہ آگئے تو تم خواہ مخواہ مارے جاوگے"

"ابے تو پہلے بولنا تھانا" اس نے رودینے والے انداز میں کہا' ابھی اپنا فوتوگم کر تیرے قاتل لوگ آگئے توام بھی مارا جائے گا"

میں نے ایک بیل عبور کیا اور دوسری طرف لیٹے بیل کے مالک پر گرا۔ اس نے ایسا شور مچایا جیسے اس پر بیل گر گیا ہو۔ اسے تسلی دینے یا معزرت کرنے کے لیئے رک جاتا۔ تو اس ہمدری میں خود بھی مارا جاتا ایک کلومیٹر کی رکاوٹوں کی دوڑ میں میں نے کوئی سو رکاوٹیں گرائی۔ جن میں بکرے دنبے ان کے مالکان ان کو خریدنے والے سب شامل تھے۔ جب کے کوئی دس بارہ بار میں خود گرا کیونکہ رکاوٹ زیادہ ثابت قدم ثابت ہوئی تھی۔ بالاخر میں ہجوم سے نکلا تو استادٹی ٹی کا قاتل دستہ مجھ سے سو گز پیچھے تھا۔ لیکن وہ مسلسل مجھ پر نظر رکھے شکاری کتوں کی مانند میرا تعاقب کر رہے تھے۔ موٹر سایکل سڑک کے دوسری طرف پارکنگ کے لیئے مخصوص جگہ پر کھڑی تھی ۔اگر میں اس طرف جاتا تو فرار ہونے سے پہلے ہی پکڑا جاتا۔ لہزا میں نے آسان راستہ اختیار کیا اور دوڑ کر قریب سے گزرتی بس پر لٹک گیا۔ خودکشی کی اس کوشش پر کئی افراد نے مجھے شرمندہ کرنے کی کوشش کی کنڈیکٹر نے زیادہ برا منایا۔ اس نے غرا کر پوچھا

'بس سٹاپ کس لیئے ہوتے ہے'

"بس کھڑی نا کرنے کے لیئے" میں نے مسکرا کر کہا اور اس کے ہاتھ میں تین روپے رکھ دیئے "اگلے سٹاپ پر اتار دینا"

اس دندان شکن جواب پر کنڈیکٹر خاموش ہو گیا اور اگلے سٹاپ پر اس نے مجھے یوں رخصت کیا جیسے ماں باپ بغاوت پر آمادہ لڑکی کو

اس کے عاشق کے ساتھ رخصت کرتے ہے۔ کیونکہ میرے کرتے کا رنگ کہرا تھا اس لیئے کسی کو پتا نہیں چلا کے اس پر کتنے مویشیوں کے فضلات لگے ہوئے ہے۔ اور جہاں تک بو کا تعلق تھا۔ میں نے اعتراض کرنے والوں کو بھی دندان شکن جواب دیا تھا۔ ''میں بکرا منڈی سے آرہا ہو کسی فایئو سٹار ہوٹل سے نہیں ''

دو گھنٹے بعد میں پھر سے بکرا منڈی میں تھا اس بار میرا حلیہ تبدیل شدہ تھا۔ موٹر سایکل اسی جگہ تھی۔ میں نے اسے سٹارٹ کیا۔ جمی بھی نہیں تھا اس کا مطلب تھا کے وہ بھی جا چکا تھا۔ اپنے جمن خانے یا پھر استاد ٹی ٹی کے ساتھ۔ دوسری صورت میں اس کی عافیت خطرے میں تھی۔ لیکن میرا نہیں خیال تھا کے میرے فرار ہو جانے کے بعد اس نے حقیقت بیان کرنے کی حماقت کی ہو گی۔ جس کے بعد اس کی جان بچنا محال تھا۔ مجھے کیا پتا تھا کے یہ بکرا منڈی بھی استاد ٹی ٹی کی شکر ہے کے اس سے میرا سامنہ نہیں ہوا اور نہ میرے کچھ سابقہ کارنامے اس کی نظر میں اتنے سنگین تھے کے وہ بلا تکلف میرا ریڈ وارنٹ جاری کر دیتا۔ جس کے بعد میرا دنیا سے انتقال کر جانا لازمی تھا۔ میں نے جمن خانے کا رخ کیا۔ اب یہی ایک امید بچی تھی کے جمی کے ساتھ رقم بھی بچ گی ہو ورنہ جمی کے ساتھ ساتھ میرا بیڑا غرق ہونا بھی لازمی تھا۔ مال تو گیا ہی تھا ساتھ میں جان بھی خطرے میں پر جاتی۔ میں نے موٹر سایکل جمن خانے سے خاصے فاصلے پر روکی ورنہ اس کے شور سے استاد کے گرگے ہشیار ہو جاتے۔ جو جمی کے بجائے میرے منتظر ہوتے۔ پھر سامنے کی بجائے میں نے عقبی دروازے کا رخ کیا۔ وہاں پر فی الوقت کوئی نہیں تھا لیکن میری تیز نظروں نے ایک شخص کو تلاش کر لیا جو عمارت کی چھت سے وقفے وقفے سے جھانک رہا تھا۔ وہ شاید آگے پیچھے دونوں جگہ نظر رکھے ہوئے تھا وہ ایک بار جھانک کر گیا تو میں نے بھاگ کر صحن عبور کر لیا۔ اور بلڈنگ کی عقبی سیڑھیاں چڑھ گیا۔ جمی کا فلیٹ اب آخری منزل پر تھا کیونکہ آخری منزل کا کرایہ سب سے کم تھا۔ گراونڈ فلور پر رہ کر وہ اپنا چند سو کا نقصان نہیں کرنا چاہتا تھا بے شک اسے سو مرتبہ اوپر نیچے جانا پڑے راستے میں کوئی مشکوک شخص نظر نہیں آیا مگر میں مطمین نہیں ہو سکتا تھا۔ عین ممکن تھا کے استاد ٹی ٹی کے گرگے جمی کے فلیٹ میں میرے منتظر ہوتے۔ پہلے میں نے آنے کی آہٹ کی ' پھر دروازے پر دستک دی۔ اندر سی جمی کی غراہٹ سن کر میں نے اطمینان کا سانس لیا اور دروازے پر لات ماری ''پولیس دروازہ کھولو پولیس' اس بار جمی کی آواز اپنے بکروں جیسی منمناہٹ تھی۔ پھر وہ دروازہ کھولنے دوڑا۔ کچھ گرنے پڑنے کی آوازیں آئی۔ اور پھر جیسے ہی جمی نے مجھے دیکھا اس کے منہ سے ناگفتہ الفاظ کا فوارہ ابلا۔ میرا ہنسے ہنستے برا حال ہو گیا۔ آخر میں جمی کسھیائے ہوئے بولا'' سور کے

"بچے میرا ہارٹ فیل ہو جاتا تو

"بڑا ڈھیٹ ہو تو جمی" میں اسے دھکیل کر اندر گھس گیا "یہ بتا استاد ٹی ٹی سے کیسے جان چھوٹی"

جمی ہنسا" میں نے اقرار نہیں کیا اور اسی بات پر اڑا رہا کے میں تجھے نہیں جانتا۔ استاد نے اپنا حصہ لے کر مجھے جانے دیا۔ خبیث نے پورے دس ہزار وصول لیئے"۔

حصہ بھی وصول لیا' میں نے مردہ سی آواز میں کہا "لیکن تیری جان پھر بھی نہیں چھوڑی اس کا ایک آدمی چھت پر ہے کچھ باہر بھی ہونگے"

"جمی ہنسا' کوئی نہیں ہے چھت والا بھی بے خوابی کا مریض ہے اسے نیند نہیں آتی تو چھت پر جا کر ٹہلنے لگتا ہے

دن میں نیند نہیں آتی' میں بھونچکا رہ گیا۔"

"ہاں وہ کھارادار میں بھیل پوری بیچتا ہے۔ رات آٹھ بجے جاتا ہے تو صبح چھ بجے آتا ہے"

"میں نے سکون کا سانس لیا "خدا کے شکر ہے اس سے تو جان چھوٹی۔ خیر اب باقی رقم نکال میرے دس ہزار الگ کر کے

"الگ کر کے کیوں' جمی نے عیاری سے کہا" تو نے بھی تو بکرے خریدے تھے"

دیکھ جمی میرے ساتھ ہمیشہ کی طرح بے ایمانی نا کر۔ تو نے میرے سامنے سات بکروں کے کل باون ہزار چھو سو روپے وصول کیئے' تھے۔ دس ہزار میرے تھے لیکن وہ استاد ٹی ٹی کے حصے میں چلے گئے۔ تیرا اعتبار مشکل ہے لیکن میں پھر بھی مان لیتا ہو کے تو نے استاد کو دس ہزار روپے دئے ہو گے۔ تیرا حصہ ہوا پینتس ہزار روپے وہ کاٹ کر باقی سترہ ہزار روپے میرے حوالے کر دے، چھ سو روپے اخراجات کے۔

"دیکھ جلیل میں نے بلا وجہ مار بھی کھائی۔ اس کا خیال کر کے تجھے استاد سے بچا لیا۔ چل تو دس ہزار رکھ لے"

تو نے مجھے نہیں خود کو بچایا ہے۔ اصولاً تو تجھے بھی اپنے حصے سے پانچ ہزار نکالنے چاہیئے۔ لیکن میں شرافت کا مظاہرہ کر رہا تو تم مکاری دکھا رہے ہو۔ سیدھی طرح سے سترہ ہزار نکال۔ میرئے حصے میں تو سات ہزار ہی آئے گے نا۔ اور ابھی راجہ کو بھی حصہ دینا ہے۔

بادل نخواستیہ جمی نے اپنی جیب میں سے پیسے نکالے اور ان میں سترہ ہزار گن کریوں میرے حوالے کیئے جیسے اپنی جان مالک الموت کے حوالے کر رہا ہو ۔

" رقم میں نے جیب میں رکھی "یہ تو ہوا رقم کا حساب اب زرا بایک کا حساب بھی ہو جائے

" موٹر سایکل ۔ جمی چونکا "وہ کہاں ہے

ایک محفوظ جگہ استاد ٹی کے گرگے مجھے فرار ہوتا دیکھ چکے تھے ۔ اور اب انہیں ایسی موٹر سائیکل کی تلاش بھی ہو گی جب انہیں پتا چلے '

"گا کے یہ موٹر سایکل جمن خان چلاتا ہے تو سوچ تیرا کیا حشر ہو گا۔

جمی کے چہرے پر زلزلے کے تاثرات تھے "جلیل، تو نے مجھے مروادیا حرامی سب جانتے ہے وہ میری موٹر سایکل ہے ۔ سب جانتے ہے

" وہ میری موٹر سائیکل ہے کل تک وہ یہاں آجائے گے

" تو صاف انکار کر دینا بایک میں نے ایک ہفتہ پہلے بیچ دی تھی"

بیچ دی میں نے پورے پانچ ہزار کے بدلے لی تھی "جمی رونے کے قریب ہو گیا۔ "

تجھے اپنی زندگی پانچ ہزار سے زیادہ پیاری ہے "میں نے طنز کیا "ٹھیک ہے میں بایک ابھی تیرے اس مقبرے میں چھوڑ جاتا ہو استاد "

کے قاتلوں کو یہاں آنے میں ایک گھنٹہ بھی نہیں لگے گا بلکہ میں اسے چھوڑ کر جارہا ہوں اگر تو نے مجھے پانچ ہزار روپے نا دئے تو کیونکہ

" اسے ٹھکانے بھی لگانا ہے

پانچ ہزار اور دو" جمی کی آواز بیٹھ گئی ۔ غالبا وہ دھاڑیں مار مار کر رونے پر غور کر رہا تھا ۔ ایک طرف جان کا خطرہ تھا دوسری طرف مال "

" کا بالا خر اس نے گھگیا کر کہا " یار جلیل کچھ کم نہیں کر سکتا

چل تو ایک روپیہ مت دے ' میں نے فراخ دلی سے کہا ۔ اس پر جمی نے مجھے خونی نظروں سے دیکھا اپنے سے زیادہ وزنی گالی دی ۔ اور "

مزید پانچ ہزار اٹھا کر میری طرف پھینک دئے ۔

" ایسی نہیں زراعزت سے میں جلیل الزمان ہو جمی نہیں '

اس بار زیادہ وزنی گالی دی، نوٹ اٹھا کر مجھے پیش کیئے ساتھ ہی نوٹوں کا ایک نا قابل بیان استعمال بتا کر اسے آزمانے کا مشورہ دیا۔ میں

" نے مشورہ نظر انداز کیا اور کہا" موٹر سائیکل کے کاغزات بھی دو

کاغزات کو تو کیا کرئے گا' جمی نے پوچھا"

جواب میں میں نے اسے بتایا کے نوٹوں کے سلسلے میں جو مشورہ دیا ہے اس پر بایک کے کاغزات کی مدد سے عمل کرو گا۔ جمی نے

کاغزات بھی مجھے لادئے "مجھے پتا ہے تو بایک کسی کو بیچ دے گا" جمی نے مرے ہوئے لہجے میں کہا

جب پتا ہے تو پوچھ کیوں رہا ہے " میں نے دانت نکال کر کہا۔ موٹر سائکل کے ساتھ میں نے شیر شاہ رخ کیا۔ وہاں پر ایک کباڑی کم"

مستری میرا واقف تھا۔ یہ واقفیت خاصی پرانی تھی اس کے پاس ہر گاڑی کے وہ چاہے دو پہیوں پر چلتی ہو چاہے چار یا چاہے سولہ ہر گاڑی

کے پرزے اس کے پاس موجود تھے۔ میں نے بایک اسے دکھائی اور کہا"استاد بے شک مہینہ لگ جائے لیکن بایک ایسی لگنی چاہیئے

" کے جیسے ابھی شوروم سے نکلی ہے

ہارلے ڈیودسن 1913"

"ماڈل' اس نے بایک کا معانہ کیا۔ کچھ چیزیں تو اب ملیں گی بھی نہیں لیکن خیر کام چل جائے گا۔ خرچہ چالیس ہزار آئے گا

بیس ہزار" میں نے کہا"

تیس ہزار' اس نے کہا"

" یس ہزار، اس میں سے بھی تم چار پانچ ہزار بچا لو گے '

" چل بیس ہزار ہی ٹھیک "اس نے سرد آہ بھری "تو خبیث بھی اپنا آدمی ہے"

میں نے اسے دس ہزار اڈاونس مین دیئے اور وہاں سے سیدھا فتو کے کیفے ڈی پھونس پہنچا۔ جہاں حسب معمول علاقے کے تمام آوارہ

اور ناکارہ افراد موجود تھے۔ جن میں راجہ بھی شامل تھا۔ لیکن میں فتو کے پاس پہنچا۔ جو اس وقت چائے سے لال بیگ نکال رہا تھا۔ ابلتی

چائے میں اس کے تمام جراثیم مر گئے تھے وہ خود بھی مر گیا تھا۔ مجھے دیکھ کر فتو نے جلدی سے لال بیگ نیچے پھینکا "جلیل بھائی تم چائے

پیو گے ' اس نے بو کھلا کر کہا۔

بشر طیکہ لال بیگ والی نا ہو" میں نے جواب دیا۔"

یار تم کیسی بات کرتے ہو" اس نے کاؤنٹر سے میرے اور اپنے لیئے چائے نکالی"

' فتو بایک اب ری کنڈیسن ملے گی۔ بیس ہزار ایڈوانس نکالو تو بایک ایک مہینے بعد مل جائے گی"

" پچاس ہزار" فتو نے مری ہوئی آواز میں کہا"یار تو مجھے ایسے ہی دے دیتا تو مین ٹھیک کروالیتا"

میرے چاند" میں نے فتو کے بالوں میں نمودار ہوتی ہوئی چاندی دیکھ کر کہا"یہ سی ڈی سیون ڈی نہیں ہے خود اسے ٹھیک کرواتے تو"

' یہ ہوٹل بک جاتا۔اسے بھی میرا احسان سمجھو

"لیکن بیس ہزار ایڈوانس"

" اسے احسان کی قیمت سمجھو'

یار میرے پاس اتنی رقم نہیں ہے" فتو نے کہا"

" کوئی بات نہیں میں کسی اور سے بات کر لوگا" میں نے فراخ دلی سے کہا"شہر میں شوقینوں کی کوئی کمی نہیں ہے"

تو کچھ عرصے ٹھہر نہیں سکتا"فتو نے مردہ لہجے میں کہا"

" ناممکن، مجھے خود بھی ادائیگیاں کرنی ہوتی ہے،اور تو اتنا کنگلا ہے نہیں جتنا تو بن رہا ہے"

" ٹھیک ہے یار" فتو نے سرد آہ بھر کر کہا"چل میرے ساتھ"

فتو سے بیس ہزار لے کر میں گھر گیا۔ شنو کے اکاونٹ میں پچیس ہزار جمع کروائے اور بقیہ رقم لے کر راجہ کے پاس پہنچا۔ جو کیفے ڈی پھونس میں چائے سے غم غلط کر رہا تھا۔ آج کل غریب کے پاس غم غلط کرنے کے لیئے سب سے سستا مشروب یہی ہے۔

" راجہ بے حد دکھی لگ رہا تھا۔ "جلیل' اس نے مجھے دیکھ کر کہا"اچھا ہوا آج تجھ سے ملاقات ہو گئی

"کیوں کیا کل تیری آخری نماز ہے جو دوسرے پڑھیں گے؟"

"ہاں۔"راجانے سرد آہ بھری"ابا کل تک مجھے فوت کردے گا۔"

"کس قصور کی پاداش میں؟"

"راجانے اعتراف کرنے کے انداز میں کہا۔"یار،میں نے جمی سے آخری بکرا خرید کیا تھا دو ہزار میں۔

"میں نے غور کیا۔"اتنی سی بات پر تیرا باپ تجھے فوت کر رہا ہے۔

"یہ بات نہیں ہے وہ بکرا ابھی نہیں رہا۔خبیث موقع پا کر بھاگ گیا۔اب کسی اور کے گھر میں کٹے گا۔"

"بس اتنی سی بات ہے"میں نے حاتم طائی کی قبر پر لات رسید کی۔"چل میں تجھے دوسرا بکرا دلادوں۔"

راجا کو اس وقت تک یقین نہیں آیا جب تک ہم رات گئے ایک بکرا نہیں خرید لائے۔یہ سائز میں تو جمی کے بکرت کے برابر ہی تھا لیکن تھا خاصا موٹا سا۔رات کو میں دو بجے سویا تھا کہ راجا صبح آٹھ بجے نازل ہو گیا۔اماں نے مجھے پانی ڈال کر بیدار کیا۔باہر راجا اس کتے کی طرح بے قراری سے دائرے میں گھوم رہا تھا جس کی دم پر شہد کی مکھی نے کاٹ لیا ہو۔مجھے دیکھتے ہی وہ چلایا"جلیل بکرا فلیٹ ہو گیا۔بالکل "جمی کے بکرے کے برابر ہو گیا۔

"میں بھونچکارہ گیا۔"رات کو تو ہم اچھا خاصا لائے تھے۔

"ہاں،غالباً اس میں ہوا بھری تھی۔رات بھر میں ہوا نکل گئی بلکہ مجھے تو شبہ ہے یہ وہی بکرا ہے جو بھاگ گیا تھا۔"

"میں پھر بھونچکارہ گیا۔"تو نے پہچانا نہیں،راجہ تیری آنکھوں میں روشنی نہیں رہی۔

روشنی وہاں کہاں تھی۔"راجانے خفگی سے کہا۔"خبیث نے چالیس والٹ کے بلب لگا رکھے تھے۔"راجانے بکرا بیچنے والے کی شان میں" "قصیدہ خوانی کی اور بولا"میں ابا کے اٹھنے سے پہلے ہی بھاگ آیا۔جلیل تو اپنے دوست کے لئے کچھ نہیں کرے گا۔

کروں گا کیوں نہیں۔"میں نے سرد آہ بھری"تو بھاگ کر جا بکرا لے کر آ۔میں باقی رقم لے کر آتا ہوں۔ممکن ہے کوئی معقول بکرا" "مل جائے۔

اور یہ بکرا؟"راجا نے پھر پوچھا۔"

مگر میں نے اسے بتایا نہیں کہ مذکورہ بکرا میں شنو کو بطور عیدی دے دوں گا۔